Canterbury Tales
Geoffrey Chaucer

کینٹربری ٹیلز
چاسر

سید عرفان علی

www.server555.com
www.SyedIrfanAli.com

فہرست

1392

تاریخ ساز انگریزی ادب

جیفری چاسر کا دور

بابائے انگریزی شاعری

تمام کتب کے اردو تراجم سید عرفان علی کے قلم سے
The Medieval Period 455 -1485
Old English (O.E) or Anglo-Saxon Period 450-1066 بیوولف اردو ترجمہ Beowulf
Middle English Period 1066-1500 1377 پیئرز پلومین اردو ترجمہ Piers Plowman by William Langland
The Age of Chaucer 1350-1400 1392 **کینٹربری ٹیلز جیفری چاسر** **پرولوگ یعنی تمہید اور دلچسپ کہانیاں دونوں آپکی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں** The Canterbury Tales ,Geoffrey Chaucer
The Renaissance / Reformation 1485-1660
Early Tudor Period 1485-1558 1517 Martin Luther 1530 Sir Thomas Wyatt Henry Howard, Earl of Surrey

انگریزی ادب کی تاریخ

تمام بہترین کتب کے تراجم

تاریخ ساز کتب کے سینکڑوں تراجم

ایک گوگل ڈرائیو میں

تفصیلات کے لئے واٹس ایپ

WhatsApp

https://wa.me/923099888638

0309-9888638

جیفری چاسر

آپ پڑھ رہے ہیں انگریزی ادب کے پہلے اہم ترین نام، رائٹر "جیفری چاسر" کو۔

فرانسیسی اور لاطینی کا دور تھا جبکہ انگریزی اپنے قدم جما رہی تھی۔ پہلی مرتبہ فرانسیسی اور لاطینی کی شاعری کرتے ہوئے شاعر انگریزی میں شاعری کرنا شروع ہوئے۔

چاسر نے بھی اپنی شاعری کے سفر کا آغاز نہ صرف فرانس اور اٹلی سے کیا بلکہ ان زبانوں کے ادیبوں کا دل سے شاگرد تھا۔ ان زبانوں سے خوب استفادہ کیا اور پختہ عمر یعنی پچاس سال کے بعد اپنی زبان انگریزی میں ایسا تاریخ ساز ادب تخلیق کیا جو فرانسیسی تو کیا اٹلی کو شاعری سے بھی آگے نکل گیا۔

اس دور کی انگریزی موجودہ انگریزی سے خاصی مختلف ہے۔ انگریزی شاعری کے بانی اور موجد چاسر نے پہلی مرتبہ اپنی شاعری کے لئے اپنی بولی کا انتخاب کیا۔ اپنے تمام مصرعے خود تخلیق کئے۔ فرانسیسی کا دس رکنی مصرع اطالوی زبان میں لچکدار بناتے ہوئے انگریزی رزمیہ مصرعے کو پہلی مرتبہ تخلیق کرنے کا شاندار کارنامہ سرانجام دیا۔ پہلی مرتبہ اگرچہ ابتدائی مگر مکمل طور پر انگریزی میں شاعری کی۔ اگر ہم جان گوور کو دیکھیں تو وہ اسکی شاعری میں انگریزی کے ساتھ لاطینی اور فرانسیسی بھی نظر آئیں گی۔ کی کینٹربری ٹیلز کی انگریزی بھی پرانی ہونے کی وجہ سے اگرچہ سمجھنے میں مشکل ہے لیکن لغت کے بغیر سمجھ میں آجاتی ہے۔ کینٹربری ٹیلز کی ابتدائی سطور مثال کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

اصل کینٹربری ٹیلز	موجودہ انگریزی میں کینٹر بری ٹیلز
Whan that Aprill with his shoures soote	When April with its sweet-smelling showers
The droghte of March hath perced to the roote,	Has pierced the drought of March to the root,
And bathed every veyne in swich licour	And bathed every vein (of the plants) in such liquid
Of which vertu engendred is the flour;	By which power the flower is created;

جیفری چاسر کی عظمت کی وجوہات جاننے کے لئے انکے ہم عصر شاعروں پر نظر ڈالتے ہیں

بابائے انگریزی نثر اس لئے کہا جاتا ہے کہ بائبل کا لاطینی سے پہلا انگریزی ترجمہ (مڈل انگلش) انہوں نے کیا۔ سال تھا 1382۔ عیسائی مذہب کی بہت سی دوسری اہم ترین کتب کے تراجم بھی کئے۔ مذہبی تحریک لولارڈی کے بانی تھے۔ کیتھولک چرچ میں اصلاح کے لئے انہیں مارننگ سٹار آف ریفرمیشن کا لقب دیا گیا	John Wycliffe جان وی کلف
The morning star of the Reformation۔لقب	John Wycliffe

جان وی کلف	
Geoffrey Chaucer جیفری چاسر	لقب۔The morning star of the Renaissance
William Langland ولیم لینگ لینڈ	Piers Plowman کا ترجمہ سید عرفان علی نے کر دیا ہے۔ جو مکمل طور پر یسوع مسیح کی تعلیمات پر مبنی یعنی مذہبی کتاب ہے۔ لینگ لینڈ نے حکومتوں اور پادریوں کی برائیوں کے خلاف خوب لکھا۔
John Gower جان گوور	چاسر کے دوست تھے۔ شاعری میں مدمقابل تھے اور چاسر انکی قدر کرتے تھے۔ پہلا عظیم کام فرانسیسی اینگلونارمن میں کیا۔ Speculum Meditantis گناہ نیکی اور انسانی نجات جس کا موضوع تھا دوسرا لاطینی میں Vox Clamantis پہلی کتاب کسانوں کی بغاوت سے متعلق اور باقی چھے سیاسی سماجی اور مذہبی مسائل سے متعلقہ اور تیسرا انگریزی میں Confessio Amantis آٹھ کتابیں ایک سو اکتالیس کہانیاں عاشق اپنے گناہوں کا اقرار پادری سے کر رہا ہے۔ یعنی گہری مذہبی جھلک ہے۔ اس نظم کے آخر میں جیفری چاسر کی تعریف کی گئی ہے۔ جبکہ چاسر نے اپنی نظم Troilus and Criseyde اس شاعر کے نام منسوب کی ہے۔
Thomas Hoccleve ٹامس ہوکلیو	Male Regimen زندگی کی مشکلات کے بارے میں نظم
John Barbour جان باربر	The regiment of princes شہزادے ہنری پنجم کو بتا رہے ہیں کہ اچھے حکمران کی کیا خصوصیات ہونی چاہئیں۔ The Brus بہت ہی طویل نظم سکاٹ لینڈ کی تاریخ حب الوطنی محبت اور رومانس پر مبنی ہے۔

یہ بالکل صاف اور واضح ہے کہ چاسر کے ہم عصر شاعر یا تو مذہبی شاعری کر رہے تھے یا مقامی۔

سب ایک محدود تجربے کی قید میں نظر آتے ہیں۔

محدودیت ہونے کی وجہ سے مستقبل میں جگہ نہ بنا سکیں اور وقت نے انہیں فراموش کر دیا۔

صرف چاسر نے ایسی سدابہار شاعری کی جو ہر فرد ہر زمانے اور ہر ملک کے لئے دلچسپی کا باعث ہے۔

چاسر کی شاعری اپنے آباواجداد اور ہم عصروں سے بالکل مختلف ہے۔

یہ قدیم یونانی اصول کہ شاعری قدرت کی بلاواسطہ نقل ہے پر مبنی ہے۔

کینٹر بری ٹیلز اپنے دور کی بہترین تصویر کشی اور چودھویں صدی کو شاندار انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

کیسی دلچسپ بات ہے کہ انگریزی ڈرامہ اور ناول بعد میں تخلیق ہوئے۔ مگر چاسر کی شاعری میں نہ صرف ڈرامائی انداز میں بہترین طریقے سے کہانی بیان کی گئی بلکہ ان کی شاعری میں ناول کے بھی اثرات پائے جاتے ہیں۔

یہاں تک کہا گیا کہ اگر وہ کچھ عرصے اور زندہ رہتے تو

بابائے انگریزی شاعری کے ساتھ

بابائے انگریزی ڈرامہ

اور بابائے انگریزی ناول بھی ہوتے

چاسر حقیقت پسند شاعر ہیں۔ لوگوں کی خامیاں ایسے بیان کرتے ہیں کہ ان سے لڑائی نہ ہو۔ مذہبی لوگوں کی خامیوں کو بھی شاندار انداز میں اس طرح پیش کیا کہ وہ غصہ نہ کر سکیں۔ اپنے ہم عصروں میں صرف چاسر نے فن کو اہمیت دی۔ وہ دل کش زندگی دکھانے کے خواہش مند تھے اور اصلاح کرنا انکی شاعری کی مقصد نہیں تھا۔ انہوں نے نہ واقعات پر فیصلے صادر کئے نہ

انگریزی زبان چاسر کی مرہون منت ہے کیونکہ اسے علاقائی زبان سے منظم زبان بین الاقوامی زبان کی شکل چاسر نے ہی دی۔ چاسر ہی دراصل اینگلو سیکسن کی روایت کو توڑنے والے تھے۔

پرولوگ یعنی تمہید اور دلچسپ کہانیاں دونوں آپکی خدمت میں پیش کی جا رہی ہیں

اس طویل نظم کی ابتدا پرولوگ، تمہید، نقطہ آغاز سے ہوتی ہے۔ اور پھر چوبیس کہانیاں بیان کی گئی ہیں۔ زمانہ ہے 1380 کے آس پاس کا۔ چاسر اس طویل تمہید کی ابتدا جشن بہار کے تعارف سے کرتا ہے۔ اس موسم میں انسان، پرندے، جانور اور

پودے نئی زندگی اور توانائی حاصل کرتے ہیں۔یہی Spiritual Rebirth کا موسم بھی ہے۔ چنانچہ لوگ دور دراز سے Saint Thomas کی زیارت کے لئے کینٹربری روانہ ہوتے ہیں۔

اس پرولوگ میں چاسر ان لوگوں کا تعارف کروارہے ہیں جو زیارت کے سفر میں اس کے ہمسفر ہیں۔ان پلگرمز یعنی زیارت پر جانے والوں میں چاسر کے معاشرے کے ہر ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والا فرد نظر آتا ہے۔

انگلش ادب میں سب سے پہلا بہترین کام ہے۔چاسر کا بنیادی مقصد نیکی پھیلانا Portrait Gallery کرداروں کا یہ تعارف یہ واضح کرتے ہیں کہ اچھے انسان Knight, Parson, Plowman اور انسان کی اصلاح کرنا نہ تھا۔مگر اس کے کردار جیسے

چاسر نے Knight کا تعارف سب سے پہلے کروایا اور اس کی خوبیوں کو اجاگر کیا۔شاید اس کا مقصد یہ تھا کہ ہم بعد میں آنے والے دوسرے کرداروں سے اور خاص طور پر بہت زیادہ خامیاں رکھنے والوں سے اس اچھے کردار کا موازنہ کر سکیں۔

کردار نگاری، حقیقت پسندی، طنز و مزاح، انسانیت سے ہمدردی، قوت متخیلہ اور زبان پر زبردست گرفت ایسی خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے کئی صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی یہ کردار ہمیں اپنے سامنے جیتے جاگتے، چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔

ایک اہم بات جو آپ کو ذہن میں رکھنی ہے کہ چاسر کی کینٹربری ٹیلز اس دور کا کام ہے

جب انگلش زبان Poor state of development میں تھی۔

چاسر کا ارادہ تو ایک سو سے زائد کہانیاں لکھنے کا تھا مگر زندگی نے مہلت صرف چوبیس کہانیاں ہی لکھنے کی دی

The Canterbury Tales General Prologue

نظم کی شروعات ہوتی ہے

کہانیاں شروع کرنے سے پہلے پرولوگ تمہید

کرداروں کا تعارف

Whan that Aprille with his shoures soote

The droghte of March hath perced to the roote

And bathed every veyne in swich licóur

Of which vertú engendred is the flour

جب اپریل کا مہینہ اپنی خوبصورت رم جھم، پھوار، ہلکی بارش برساتا ہے تو مارچ کی خشکی ختم ہو جاتی ہے۔ ہر شاخ کو ایسی شاندار شبنم ملی کے اس کی طاقت سے پھول کھل گئے۔ مغرب سے سحر انگیز خوشبودار ہوائیں خزاں کو بہار میں بدل دیتی ہیں، جس سے نئے پودے کھل جاتے ہیں۔ سورج کا زمین کے گرد اپنا آدھا چکر مکمل ہوا۔ پرندے گیت گا رہے ہیں، چہچہا رہے ہیں۔ ان کے دلوں پر بھی بہار کا جادو چل چکا ہے۔ یہی خوشی انہیں رات بھر سونے نہیں دیتی۔

موسم بہار انسانوں پر بھی ایسے اثر انداز ہوتا ہے کے لوگوں کی خواہش زیارت کے لیے شدید تر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ زائرین بہت

اسی موسم کی بات ہے کہ میں Tabard Inn نامی سرائے میں رہائش پذیر تھا۔ جہاں سے میں پر خلوص اور عقیدت مند دل کے ساتھ کینٹربری زیارت کے لیے جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اسی رات 29 افراد جو کہ مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھتے تھے اور قسمت نے انہیں ایک دوسرے کا دوست بنا دیا تھا اسی سرائے میں آ گئے جہاں میں رہائش پذیر تھا۔ یہ سب زائرین تھے اور کینٹربری جانے کے لیے اپنے گھروں سے نکلے تھے۔

وہاں شاندار طریقے سے ہماری مہمان نوازی کی گئی۔ جب رات ہونے لگی تو میں نے ان سب سے باتیں کیں۔ اور اب میں بھی ان کا دوست بن چکا تھا۔ میں نے صبح جلدی اٹھنے پر رضامندی ظاہر کر دی تا کہ ہم کینٹربری کے لیے روانہ ہو سکیں۔

تاہم اس سے پہلے کہ میں اس کہانی کو آگے بڑھاؤں میرے پاس کچھ وقت ہے، اور میں اسے اہم بھی خیال کرتا ہوں کے ان سب کی خصوصیات کے بارے میں بتاؤں۔ یعنی جیسا کہ میں نے ان کو محسوس کیا۔ وہ کس طرح کے لوگ تھے کہاں سے ان کا تعلق تھا۔ ان کا معیار کیا تھا۔ ان کے کپڑے کیسے تھے۔ اور کیا کیا چیزیں ان کے پاس تھیں۔

میرا خیال ہے کہ مجھے سب سے پہلے Knight کے بارے میں بتانا چاہیے۔

کہا جاتا ہے کہ چاسر اپنی ابتدائی زندگی میں خود بھی سپاہی تھا۔ لہذا نائٹ کی کہانی کا سہارا لے کر اس نے Profession of soldier کی عظمت بیان کی ہے۔ نائٹ کا کردار بہت دلچسپ ہے اور پورٹریٹ گیلری میں داخل ہونے پر سب سے پہلی نظر بھی اسی کردار پر پڑتی ہے۔

The Knight

نائٹ

دلیر جنگجو سپہ سالار

چاسر نے اپنے دو کرداروں نائٹ اور پارسن کو بیان کرتے ہوئے سنجیدگی اختیار کی ہے۔ طنز و مزاح کا عنصر بالکل شامل نہیں کیا۔

کا آغاز ہو گا تو دوسرے نمبر پر ہی چاسر نے ملر کی کہانی میں بہت بے ہودہ زبان استعمال کی ہے۔ نائٹ، شاندار عادات کا مالک، سنجیدہ اور باوقار انسان، جسکے بر عکس ملر، چکی کا مالک، گندی سوچ رکھنے والا، واہیات زبان استعمال کرنے والا۔ یہی ہے چاسر کی پورٹریٹ گیلری کی عظمت۔

نائٹ کا تعارف

وہاں ایک کمانڈر، جنگجو، سپہ سالار بھی تھا۔ شاندار صلاحیتوں کا حامل باعزت انسان۔

گھوڑے پر سوار ہو کر جب اس نے پہلا سفر کیا (جنگی زندگی کے آغاز سے ہی) وہ محبت کرنے لگا تھا۔

Chivalry بہادری۔ وطن کے لئے جنگ اور قربانی دینے کے لئے تیار۔

Truth سچا اور سچائی کا ساتھ دینے والا۔

Honour اپنی عزت، ملک کی اور عوام کی عزت کا رکھوالا۔

Freedom آزادی کا حامی، غلامی سے نفرت کرنے والا۔

Courtesy خوش اخلاقی، شائستگی سے۔

شاندار طریقے سے عزت اور وقار کے ساتھ اس نے اپنے ملک کی خاطر جنگوں میں شرکت کی۔ اور کسی بھی دوسرے سپاہی سے زیادہ عیسائی اور غیر عیسائی علاقوں کا سفر کرتے ہوئے دور دراز کی جنگی مہمات میں حصہ لیا۔ جہاں دوسرے جانے سے گھبراتے تھے وہاں بھی بے خوفی سے پہنچ گیا۔ اس کے شاندار کارناموں اور بہادری کی وجہ سے ہر دفعہ اسے اعزازات عطا کیے گئے۔

Lettow اور Ruce لتھوے نیا اور روس کی جنگوں میں بھی اس نے فتح حاصل کی۔

بہادری میں کوئی دوسرا عیسائی اس کے مدمقابل نہ تھا۔

Gernada غرناطہ کے محاصرے میں بھی اس نے حصہ لیا۔

Algezir, Belmarye میں بھی موجود تھا۔

Lyeys, Satalye کے فتح ہونے کے وقت وہاں موجود تھا۔

بحر اوقیانوس کی بہت سی جنگوں میں وہ شامل تھا۔ جن میں سے پندرہ جنگیں تو بہت ہی خوفناک تھیں۔

عیسائی مذہب کے لیے اس نے الجیریا میں بھی جنگ کی۔

دشمن کے تین فوجیوں سے ایک ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے انہیں قتل کیا۔

ترکی کے بادشاہ کی حمایت میں جنگ کرتا ہوا۔ اور پھر ان کے خلاف جنگوں میں Palatye کبھی یہ شاندار سپہ سالار دیکھا گیا

اس کے کردار کی ایک اور خصوصیت محبت اور شفقت تھی۔ جیسے کے ایک کم عمر لڑکی میں ہوتی ہے۔

بدکردار لوگ جس طرح بیہودہ زبان استعمال کرتے ہیں ایسی گفتگو اس سے کبھی نہیں سنی گئی۔

پیار اور محبت سے بات کرنے والا۔

وہ سر سے پیر تک، مکمل طور پر شائستہ، بہترین اور خاندانی سپہ سالار تھا۔

اب میں بتاتا ہوں کہ وہ لباس کیسا پہنتا تھا۔

جو گھوڑا اس کے پاس تھا وہ اچھا اور خوبصورت دکھائی دیتا تھا۔

نائٹ نے بھاری جیکٹ زیب تن کی ہوئی تھی۔ جسے اوپر سے لوہے کے زرہ نے ڈھانپا ہوا تھا۔

اسی وقت اس کی ایک جنگی سفر سے واپسی ہوئی تھی۔ اور اب اپنے زیارت کے سفر پر جا رہا تھا۔

The Knight

نائٹ کی خوبیوں پر ایک بار پھر نظر ڈالتے ہیں

نائٹ، جنگجو، سپہ سالار جو کہ ہمارے ساتھ زیارت کے لئے جا رہا تھا ایک قابل تعظیم اور معزز شخص تھا۔ اپنے دور دراز کے سفر شروع کرنے کی ابتدا سے ہی اسے بہادری پسند تھی۔ اس کی خصوصیات میں ایماندار اور خوش اخلاق ہونا، اپنی عزت کروانا اور

آزادی کو پسند کرتا تھا۔ جنگوں میں اس نے اپنے آقاؤں سے بہت ہی وفاداری دکھائی اور یہی بہادری اس کی عزت کا باعث بن گئی۔ اس نے کسی بھی شخص سے زیادہ اور دور دراز کا سفر کیا تھا۔ بہت سی فتوحات کے وقت وہاں موجود تھا۔ بطور قائد بھی اس نے اپنا فرض سرانجام دیا۔ بلکہ ایک جگہ تو اس کی قیادت میں کئی اقوام اور اہم شخصیات بھی شامل تھیں۔ اس نے بہت سی جنگوں میں بھی شرکت کی۔ ان لوگوں سے لڑا جو کہ مذہب کے خلاف تھے۔ اس نے جن خطرناک جنگوں میں حصہ لیا ان کی

The Squire

سکوائر جاگیردار

اپنے باپ سے برعکس جس کی زندگی معرکوں کے لئے وقف کی تھی، اس جاگیر دار نے اپنی زندگی دو حصوں یعنی محبت اور جنگ میں تقسیم کی ہوئی تھی۔ اس کے باپ کے کپڑے سادہ مگر اس کے شوخ تھے۔ دراصل اس کردار میں چاسر کی اپنی ہی زندگی کی جھلک نظر آتی ہے۔

بیس سال کے قریب عمر۔ خوبصورت گھنگریالے بالوں والا، عاشق مزاج نوجوان بھی نائٹ کے ساتھ تھا، جو کہ اس کا بیٹا تھا۔ اس کا جسم مضبوط اور قد درمیانہ تھا۔ اس نے جنگوں میں بھی حصہ لیا، کارنامے دکھائے اور بہت جلد بلند مرتبہ حاصل کر لیا۔ اپنی محبوبہ کی توجہ حاصل کرنے کے لیے بھی کارنامے دکھائے۔ اس کے کپڑوں پر ڈیزائن بنے ہوئے تھے۔ مئی کے مہینے کی طرح یہ اچھا نوجوان موسیقی میں ماہر تھا۔ اور تمام دن بانسری کی دھنوں کے ساتھ گانے گاتا۔

اس کی دوسری خصوصیات میں گھڑ سواری، نیزہ بازی، رقص، مصوری اور ادب بھی تھا۔ اپنے عشق کی وجہ سے وہ رات کو زیادہ وقت جاگ کر گزارتا تھا۔ نیک اور اچھی عادات کا مالک، اپنے والد کو کھانا خود پیش کرتا ہے

The Yeoman

ملازم یومین

چاسر کے زمانے میں Yeoman کا مطلب ملازم یا نوکر ہوتا تھا، جبکہ آج اس کے معنی تھوڑی زمین کے مالک کے ہیں۔ چاسر اس کردار کی ایسی خصوصیات جو کہ بہت معمولی اور صرف اس کی ذات سے متعلق تھیں حقیقت پسندی سے بیان کرتے ہوئے ہمارے سامنے پیش کر رہا ہے۔

جو کہ اس کے ساتھ تھا کے علاوہ کوئی اور نوکر نہ تھا۔ اس کا رنگ گندمی تھا اور سر پر گھنے بال۔ یہ سفر کا شوقین تھا۔ Yeoman اس کے پاس بہت تیز تیر جو کہ بہت ہی تیز تھے کمان کے ساتھ رکھے ہوئے تھے۔ ایک طرف تلوار اور ڈھال بھی اس کے

The Prioress

راہبہ

پرولوگ کا پہلا زنانہ کردار۔ اس کردار کو بیان کرتے ہوئے چاسر زیرِ لب مسکرا رہا ہوگا۔ خوش مزاج، سادہ اور شرمیلی راہبہ ابھی ان کی ہمسفر تھی۔ جو کہ خوبصورت طریقے سے مذہبی نغمے Prioress, Nun نامی Madame Eglentyne والی۔ دستر خوان کے آداب Stratford atte Bowe گاتی تھی۔ وہ فرانسیسی تو بہت اچھی بولتی تھی مگر پیرس والی نہیں بلکہ سے حد درجہ واقف اور کھانے کی شائستگی میں بہترین طور طریقے۔ شاہانہ، خوش مزاج اور مہذب، مگر اس قدر نرم دل، خدا

خوف اور حساس کے اگر چوہے کو بھی زخمی حالت میں دیکھ لے تو رونے لگے۔ اگر اس کے پالتو کتے جن کو وہ بہترین خوراک دیتی

The Monk

چرچ کا نگہبان راہب

مکمل ٹیکسٹ پڑھنے کے لئے

WhatsApp

https://wa.me/923099888638

0309-9888638

آدمی جو کہ دوسروں سے ممتاز اور افسر تھا۔ بہادر آدمی اور شکار کا شوقین۔ اس کے پاس بہت اچھی نسل کے گھوڑے تھے، جن کی لگام کی آوازیں اس کے چرچ کی گھنٹیوں کی طرح کی تھیں۔ وہ پرانے خیالات کو پسند نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ ان کے مطابق شکاری تو خراب لوگ ہوتے ہیں اور تنہائی پسند کرتے ہیں۔ بلکہ یہ تو نئے خیالات کو پسند کرنے والا درویش تھا۔ بہت زیادہ پڑھائی کی کیا ضرورت ہے اور مشقت سے بھی بچنا چاہیے۔ میرے نزدیک اس کے خیالات صحیح ہیں۔

کیوں کہ خرگوشوں کا شکار کرتا ہے لہذا اس کے پاس بہت تیز رفتار ایسے شکاری کتے ہیں جو کہ خرگوشوں کا شکار کرتے ہیں۔ اس کے آستینوں پر امیرانہ طرز کی ڈیزائننگ کی گئی تھی۔ وہ باہر کو نکلی ہوئی چمکدار آنکھوں والا موٹا آدمی تھا اور بالکل ہی گنجا۔ منہ بھی ایسا چمکدار جیسے مالش کیا گیا ہو۔ اس کے جوتے شاندار اور گھوڑے بہترین تھے۔ اور وہ اچھی خوراک کھاتا تھا۔

The Friar

راہب

یہ راہب بہت شوخ اور اپنی تعریفوں کو پسند کرنے والا انسان تھا۔ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ باتونی اور شیخی خورہ۔ اپنے فرقے میں بلند مقام کا حامل۔ اس نے بہت سی عورتوں کی شادیاں کروائیں اور عورتوں کے ساتھ اس کے تعلقات بھی انتہائی خوشگوار تھے۔ اس کے پاس عورتوں کو دینے کے لیے تحفے بھی ہوتے تھے۔ کیونکہ وہ اہم انسان تھا اس لئے لوگوں سے پیسے وصول کر کے ان کے اعتراف سنتا اور اس طرح بے حد پیسے حاصل کرتا۔ وہ موسیقی کے آلات کا استعمال بھی جانتا تھا اور اچھی آواز میں گانے بھی گا سکتا تھا۔ شراب خانوں کے بارے میں اس کی معلومات مکمل تھیں۔ غریب لوگوں سے تعلقات پر وہ

نہ رہتا بلکہ انتہائی شاندار لباس زیب تن کرتا۔

The Merchant

تاجر

ایک عقل مند تاجر۔ دو منہ داڑھی۔ بہترین گھوڑا۔ رنگ برنگا لباس۔ اعلی ٹوپی، شاندار جوتے۔ یہ تھا اس تاجر کا حلیہ۔ بہترین

The Clerk

غریب کلرک

آکسفورڈ کا تعلیم یافتہ نوجوان

علم کے لیے وقف آکسفورڈ کا پڑھا لکھا۔ وہ اور اس کا گھوڑا دونوں پتلے دبلے۔ پیسے اور خوش لباسی سے زیادہ کتابوں کا خواہشمند۔ اسی لئے پھٹے پرانے لباس میں۔ کیوں کہ پیسے کمانے کی خواہش ہی نہیں۔ اپنے عزیزوں سے رقم لیتا۔ انہیں دعائیں دیتا اور وہ رقم اپنے اوپر لگانے کے بجائے کتابوں اور علم پر خرچ کر دیتا۔ بہت کم بات کرنا اس کی عادت تھی۔ مگر یہ کم بات سنجیدہ اور بہترین ہوتی، جس کا لب لباب اخلاقیات ہی ہوتا۔

The Sergeant of Law

جج قانون دان

سب سے نمایاں اور ممتاز قانون دان، جو کہ جج بھی تھا، کیونکہ وہ انتہائی ذہین تھا۔ اسے قانون کا مکمل علم تھا اور قانونی مشورے فوری طور پر دے دیتا تھا۔ اسی لئے لوگ مشورے کے لیے اسے رقم دیتے۔ کنگ ولیم کے دور کے مقدمہ اس سے زبانی سن

The Franklin

فرینکلن امیر زمیندار

امیر زمیندار، بہت اہم انسان۔ خود اعتماد۔ سفید داڑھی والا اور ہمیشہ خوش رہنے والا۔ اس کا فلسفہ یہ تھا کہ اصل زندگی تو معمولی چیزوں سے خوشی حاصل کرنے میں ہے۔ یہ شراب کے ساتھ روٹی کھاتا۔ شراب کا ذخیرہ، مچھلیاں، صحتمند تیتر اور گوشت ہر موسم میں اس کے گھر میں دوسری تمام اشیاء کے ساتھ موجود رہتے۔ اور کھانا تو ہر وقت دستیاب تھا۔ یہ گورنر بھی تھا اور اکاؤنٹنٹ بھی اور مختلف مجالس میں بطور صدر بھی شرکت کرتا۔

The Five Guildsman

صاف شفاف اور ایک طرح کے کپڑے پہنے ہوئے۔ ان کو ذہین ہونے کی وجہ سے بلند مقام ملنا چاہیے تھا۔ ان کے گھر والے ان سے اس لیے خوش تھے کیونکہ ان کے پاس کافی جانور اور وہ رقم بھی تھی جو کہ کرائے سے حاصل ہوتی تھی۔

The Cook

باورچی

مختلف کھانے، یخنی پکانے اور چیزیں بھوننے کے لئے باورچی ان کے ہمراہ تھا، جو کباب اور کھانا پکاتا اور شراب کے متعلق وسیع علم رکھتا تھا۔ مگر یہ بات افسوس کی تھی کے اس کی پنڈلی پر سرطان کا پھوڑا تھا۔

The Shipman

کشتی بحری جہاز کا کپتان

مغربی ملک میں رہنے والا، بحری جہاز کا کپتان۔ جو کہ ایک اچھا انسان تھا اور بہت صحت مند۔ گھوڑے پر سواری کرتا تھا۔ لڑائی میں فتح حاصل کرنے کے بعد وہ اس آدمی کو سمندر کے راستے ہی واپس بھجوا آتا۔ جہاں تک اس کی معلومات کا تعلق ہے وہ اس میں بے مثال تھا کہ یعنی جوار بھاٹا کب آئے گا اور کیا کیا خطرات ہو سکتے ہیں۔ جہاز رانی کے دیگر علوم، بندر گاہوں کی معلومات،

چاند کی معلومات اور حالات حاضرہ میں بھی اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ وہ اپنی ذمہ داریوں میں بے حد سنجیدہ اور محتاط تھا۔ مزید یہ کہ وہ تمام سمندروں اور ان کی بندر گاہوں کو بخوبی جانتا تھا۔

The Doctor of Physic

ڈاکٹر

ایک انتہائی کامیاب ڈاکٹر بھی ہمارے ساتھ تھا۔ بلکہ شاید دنیا کا بہترین ڈاکٹر۔ وہ طب اور جراحت کے ساتھ ستاروں کے علم سے بھی واقف تھا۔ ڈاکٹری دوائی، علم نجوم سے بہترین وقت پر دیتا۔ اور ہر مرض کی وجہ چاہے وہ گرمی، سردی، خشکی یا نمی کی وجہ سے ہو اس کامیاب طبیب کو معلوم تھی۔ طب میں وہ کوئی نیا نہیں آیا تھا اور مریضوں کو دیکھنے اور دوائی دینے کے لیے ہر دم تیار رہتا۔ پیسوں کے بارے میں کنجوس اور بائبل کا مطالعہ نہ کرنے والا۔ نیلے اور سرخ رنگ کے لباس میں ملبوس۔ بے حد مناسب زود ہضم کھانا کھاتا جس میں کوئی غلط خوراک شامل نہیں ہوتی تھی۔

The Wife of Bath

باتھ کے علاقے کی بیگم

باتھ نامی علاقے سے تعلق رکھنے والی ایک بیوی، بیگم۔ باتھ کی رہائشی۔ کپڑے بنانے میں بہت ماہر۔ تھوڑی کم سننے والی۔ سب سے زیادہ خیرات دینے والی۔ اور اس قدر زیادہ کہ اگر کوئی اس سے زیادہ دے دے تو ناراض ہو جاتی۔ خوبصورت موزے،

تقریبا دس پاؤنڈ وزن کا سر پر بندھا ہوا کپڑا، جو اچھا تھا اور اتوار کو پہنا جاتا۔ اتنا خوبصورت چہرہ جس کے پانچ شوہر اور دوسرے کئی لوگوں سے تعلقات ہوں۔ مگر ہمیں یہ بات نہیں کرنی چاہیے۔ سفر کی اتنی شوقین کے کئی ملکوں کی سیر کی۔ روم گئی اور کئی دوسرے علاقوں میں بھی۔ گھوڑے پر بیٹھ کر آہستہ آہستہ سفر کرنے والی۔ اور چونکہ محبت کے معاملات کو بخوبی حل کر چکی تھی لہٰذا ایسے معاملات کو حل کر لیتی۔

The Parson

پادری

کردار کے حوالے سے بے حد امیر مگر گاؤں سے تعلق رکھنے والا غریب پادری۔ اچھے کردار کا پڑھا لکھا مذہبی قسم کا آدمی۔ بے لوث مقدس انجیل کی تبلیغ کرتا اور علاقے کے لوگوں کو تعلیم دیتا۔ بے حد خوبیوں کا مالک۔ یعنی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے والا۔ کبھی کسی سے بدتمیزی نہ کرنے والا۔ نہ صرف گرجے کی رقم بلکہ اپنی ذاتی بھی لوگوں کو امداد کے طور پر

اپنے فائدے کے بجائے دوسروں کا خیال کیا جائے۔ یہ غلط بات ہے کہ بھیڑیں صاف ہوں اور ان کا رکھوالا میلا کچیلا۔ کسی تنظیم کے ساتھ کام کرنے کے بجائے وہ اپنی پالتو بھیڑوں کی حفاظت کرتا۔ نیک ہونے کے باوجود گناہ گاروں سے نفرت اس کا شیوہ نہیں تھا، تاکہ وہ بھی نیکی کے راستے پر آجائیں۔ وہ بہترین پادری تھا جو اپنے مفاد کے لئے نہیں بلکہ سچائی کے لئے کام کرتا اور غلط بات کی کبھی حمایت نہیں کرتا تھا۔ چاہے وہ کوئی امیر کہے یا غریب۔

The Plowman

کسان

پارسن کا بہادر اور محنتی بھائی اس کے ساتھ تھا۔ اچھے اور برے حالات میں ہر دم خدا کا شکر کرنے والا، محبت کرنے والا انسان۔ اپنے ہمسایوں کو خوشیاں دینے والا۔ بغیر اجرت کے ان کے کام کر دینے والا۔ وہ اپنے منافع سے پورے پورے ٹیکس ادا کرتا اور

باقی تمام لوگوں میں

The Reeve

The Miller

The Pardoner

The Summoner

The Manciple

شامل تھے

The Miller

چکی کا مالک

ہمیشہ گندے مذاق کرنے والا۔ لمبا چوڑا اور بدزبان۔ مضبوط جسم کا حامل ایک بہادر اور گنوار انسان۔ ملر جس نے ہر گھر کے دروازے توڑے اور اس کے جیتے ہوئے اعزازات اس کے ساتھ ساتھ رہتے۔ اس کی داڑھی کی مثال سرخ لومڑی کی طرح

اورچوڑی تھی۔ تلوار اس کے ساتھ رہتی۔ ناک کے اوپر تل، جہاں بال تھے۔ سفید کوٹ میں ملبوس۔ گندم چرانے والا اور اس

The Manciple

درباری سرائے کو خوراک فراہم کرنے والا

خرید و فروخت میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ چاہے چیزیں نقد قیمت سے خریدنی ہوتیں یا ادھار۔ اگرچہ کم پڑھا لکھا مگر پڑھے لکھوں سے بہت آگے۔ پڑھے لکھوں سے تین گنا زیادہ فائدہ حاصل کر جاتا۔ اس کے پاس اتنی رقم تھی کے بغیر ادھار لیے اچھی زندگی گزارے۔ یہ بہت تیز لوگوں کو بھی بے وقوف بنا سکتا تھا۔

The Reeve

مینیجر داروغہ نگھبان

جسم پر سفید دھبوں والا، پتلا دبلا، کلین شیو، لمبی اور چھڑی کی مانند پتلی ٹانگوں والا منصب دار۔ جس کے پاس گندم وافر مقدار میں تھی کیونکہ اسے بوائی کے طریقے بھی معلوم تھے اور موسموں سے بھی اچھی طرح آگاہی تھی۔ اپنے مالک کے تمام جانور اور پولٹری فارم اور سٹور کی نگرانی وہی کرتا تھا۔ وہ یہ حساب کتاب اس وقت سے کر رہا تھا جب اس کے مالک کی عمر صرف بیس سال تھی۔ تمام لوگ ہی اس کی چالاکی اور عیاری سے آگاہ تھے اور اس کی غلطی نہیں نکال سکتے تھے، بلکہ اس سے خوفزدہ تھے۔ اس نے اپنے مالک کی دولت سے کبھی عیاری سے اور کبھی خوش کر کے اور کبھی چوری چھپے بے حد دولت جمع کر لی تھی۔ سایہ دار سرسبز جگہ میں اس نے بے حد خوبصورت رہائش گاہ بنائی ہوئی تھی۔ نیلے رنگ کے کوٹ میں ملبوس وہ ایک پرانی تلوار رکھتا تھا، اور ہمارے گروپ میں سب سے پیچھے چلنے والا۔

The Summoner

مذہبی عدالت میں مجرموں کو آواز لگا کر بلانے والا

ہمارے ساتھ تھا جو کسی پھرتیلی چڑیا کی طرح Summoner چھوٹی آنکھوں، سرخ چہرے والا، جس کے منہ پر دانے تھے۔ یہ حرکت کرتا تھا۔ چہرہ بچوں کو خوفزدہ کر دینے والا۔ کوئی خوراک دوائی یا مرہم اس کے سفید داغوں یا چہرے کے دانوں کو ختم نہ کر سکے۔ پیاز لہسن اور اسی طرح کی سبزیوں کو کھانے والا اور سرخ رنگ کی شراب پی کر لاطینی زبان بولنے اور شراب کے نشے میں پاگلوں کی حد تک شور مچانے والا۔ تمام دن عدالتی گفتگو سننے والا اور اسی وجہ سے چند عدالتی باتوں کو کہہ سکنے والا۔ رحمدل اور شریف قسم کا بدمعاش۔ ایک شراب کی بوتل کے لئے وہ اجازت دے سکتا تھا کہ دوسرا شخص اس کی داشتہ کو پورا سال رکھ سکتا ہے۔ وہ لوگوں سے کہتا کہ اگر عیسائی حقوق سے تمہیں محروم کر بھی دیا جائے تو کوئی پرواہ نہیں کیونکہ روح پیسے سے اپنی بچت کر

The Pardoner

لائسنس کے ساتھ گناہوں سے معافیاں فروخت کرنے والا

موم کی طرح پیلے بالوں والا جو کہ کندھوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ اس کے ہمراہ اس کا ایک دوست پارڈنر بھی تھا جو روم کی عدالت سے تعلق رکھتا تھا۔ میں پیار کے قابل ہوں یہ تھا گانا جو وہ بلند آواز سے گاتا تھا۔ وہ بغیر داڑھی کے تھا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے کیونکہ اس نے سر پر کچھ بھی نہ پہنا ہوا تھا۔ شاید وہ خیال کرتا تھا کہ وہ جدید انداز میں سفر کر رہا ہے۔ چمکدار آنکھیں، گود میں پڑا ہوا بٹوا، آواز انتہائی باریک، بالکل بکری کی طرح کی، سپاٹ چہرہ۔ دور دور تک اس کی طرح کا کوئی ماہر پارڈنر نہ تھا۔ وہ مختلف قسم کی چیزیں اپنے پاس رکھتا تھا جو اسے لوگوں کو ٹھگنے میں مدد دیتیں۔ وہ غریبوں کو بھی اپنی چاپلوسی کی

باتوں سے ٹھگتا اور بے حد کمائی کر لیتا۔ وہ ایک بہترین پادری اس لیے تھا کہ اسے علم تھا کہ کہانی کو کس طرح پڑھنا ہے۔ وہ تبلیغ

Chaucer's Vindication of his Realism

میں نے گزشتہ سطور میں آپ کو خلاصے میں یعنی مختصراً یہ بتایا کہ یہ سب لوگ جو Tabard Inn ٹیبرڈ سرائے میں جمع ہوئے تھے ان کا مقصد کیا تھا۔ ان کی تعداد، معاشرے میں ان کا مقام، رہن سہن یعنی طرز زندگی کیا تھا۔ مگر اب میں بتاؤں گا یہ کہ سرائے میں آنے کے بعد رات کو کیا کچھ کیا اور رات کیسے گزاری اور زیارت کے متعلق دیگر تفصیلات سے بھی آگاہ کروں گا۔

The Host

سرائے کا مالک میزبان ہیری بیلی

میزبان کی مہمان داری سے ہم بہت ہی خوش ہوئے۔ بہترین کھانا پیش کیا گیا۔ بہت تیز شراب ہم نے نوش کی۔ ہمارا میزبان تقریبات کروانے کا ماہر تھا۔ اچھے انسان کی خوبیاں رکھنے والا۔ خوش مزاج۔ چمکدار آنکھوں والا، صحت منداچھا انسان، اچھا شہری۔ سیدھا مگر عقلمند، صاف اور کھری بات کرنے والا۔

جب ہم نے کھانا ختم کیا تو اس نے ہمیں ایسی باتیں بتائیں جن سے ہم خوش ہوئے اور ایسا ہی جواب دیا۔ پھر اس نے ہمیں خوش آمدید کہا اور بولا کہ ہمارا گروپ ان سب سے اچھے لوگوں کا گروپ ہے جو کہ اس نے سال بھر میں دیکھے ہیں۔ اور اس کی سرائے میں آنے والے بہترین لوگ۔

مجھے ابھی ابھی ایک خیال آیا ہے۔ یہ ایک بہت اچھا اور خوشی کا خیال ہے۔ جس سے نہ صرف آپ لوگ خوش ہوں گے بلکہ یہ خوشی بغیر کسی رقم کے، خرچ کے ہوگی۔ یعنی اس میں کسی قسم کے کوئی اخراجات نہیں ہیں۔ خدا آپ کو آپ کی منزل مقصود

یعنی کینٹر بری حفاظت سے پہنچائے اور آپ کو اس نیکی کا اجر، صلہ دے۔ آپ لوگ اپنی منزل مقصود پر باحفاظت پہنچیں اور آپ کا یہ سفر قبول ہو۔

لہذا اسے کامیاب بنانے کے لیے میں اپنے اخراجات خود اٹھاتے ہوئے آپ کے ساتھ سفر میں شامل ہو رہا ہوں۔ اور جو اس بات کو نہ مانے گا اس پر جرمانے کے طور پر دوسروں کے سفر کا خرچ ڈال دیا جائے گا۔ سب نے اس کی تجویز کو پسند کیا، تائید کی اور کہا کہ کہانیاں سننے کے بعد وہی بتائے گا کہ سب سے اچھی کہانی کس کی تھی۔ اور ہاں اب راستے میں خوراک کا بندوبست بھی اسی کی ذمہ داری ہو گی۔ اس بات کی حامی کے بعد ہم سونے چلے گئے اور صبح ناشتے کے بعد کینٹر بری کے لئے اپنے سفر کا آغاز کیا۔

میزبان نے رات کی بات یاد کرائی اور کہا کہ اب کہانی سنانے کا سلسلہ شروع کیا جائے اور جو اس بات سے متفق نہ ہو وہ جرمانہ ادا کرے۔ اچھی کہانی، چھوٹی سی کہانی۔

جناب Knight۔ عالی جناب۔ آپ شروع کریں اور دوسرے لوگ قریب آجائیں۔ نائٹ سے ہر آدمی خوش تھا اور اسے کہانی سنانے کا وعدہ وفا کرنا تھا۔ چنانچہ اس نے کہانی سنانے کا آغاز کیا۔

آؤ سفر شروع کریں اور کہانی کی ابتدا کریں۔ چنانچہ سفر کا آغاز ہوا اور اس نے کہانی سنانی شروع کی۔

کینٹربری کی کہانیاں

The Knight's Tale

نائٹ کی کہانی

بہت پہلے کی بات ہے جیسا کہ ہمیں کہانیوں سے پتہ چلتا ہے کہ Theseus نام کا ایک نواب ہوا کرتا تھا۔ ایتھنز کا بھی یہ گورنر تھا۔ جس نے بے شمار فتوحات میں کامیابی حاصل کی اور کئی امیر ریاستوں میں بھی اس کی حکمرانی تھی۔ اس روئے زمین پر اس کا کوئی مدمقابل نہ تھا۔ اپنی سپاہیانہ صلاحیتوں اور افواج کی مدد سے اس نے ایمیزون پر بھی فتح حاصل کرنے کے بعد وہاں کی ملکہ Hippolita سے شادی کرلی۔ اپنی فتح کا عظیم تحفہ اپنی ملکہ کو لے کر جب اپنے ملک آیا تو بہت زیادہ جشن منایا گیا۔ ملکہ کے ساتھ اس کی چھوٹی بہن Emily بھی آئی تھی جو ہماری کہانی کی ہیروئن ہوگی۔ اس عظیم جشن کو آپ اپنے تخیل میں دیکھ سکتے ہیں۔ موسیقی کے درمیان افواج شاہانہ انداز سے مارچ کرتی ہوئی۔ لوگوں کی بلند نعرے بازی۔

یقینی طور پر اگر میرے پاس زیادہ وقت ہوتا تو میں آپ کو بتاتا کہ Theseus نے کس شاندار طریقے سے ایمیزون پر فتح حاصل کی۔ کیسی عظیم الشان جنگ ہوئی تھی اور پھر Hippolita کے ساتھ شادی کی تقریب کی تو اس دنیا میں مثال ہی ممکن نہیں۔ اس طوفان کے بارے میں بھی بتاتا جس کا واپسی کے سفر کے دوران انہوں نے سامنا کیا۔ مگر افسوس ان تمام تفاصیل میں میں کس طرح جا سکتا ہوں بہت طویل داستان ہے۔ ابھی تو تمام خواتین و حضرات نے اپنی اپنی کہانیاں سنانی ہیں اور کھانے کی میز پر فیصلہ بھی ہونا ہے کہ کس کی کہانی بہترین تھی۔

تو میں کیا کہہ رہا تھا ہاں نواب تھی سی ایس کے بارے میں بتا رہا تھا کہ جب وہ پوری شان و شوکت کے ساتھ اپنے ایتھنز میں اپنی حسین ملکہ کو لے کر پہنچنے والا ہی تھا کہ اسے راستے میں کچھ عورتیں کالے کپڑوں میں ملبوس گھٹنوں کے بل جھکی ہوئی نظر آئیں۔

وہ شدید انداز میں ماتم کرتے ہوئے سینہ کوبی کر رہی تھیں۔ ایسا ماتم تو پہلے کسی نے بھی نہیں کیا ہو گا اور انہوں نے تھی سی ایس

ان میں سے سب سے بڑی عمر کی عورت پہلے تو صدمے سے بے ہوش ہو گئی مگر پھر ہوش میں آنے کے بعد باوقار طریقے سے تھی سی ایس سے مخاطب ہوئی۔ اے عظیم بادشاہ جس پر قدرت مہربان ہے ہمارا یہ غم تمہاری کامیابیوں اور فتوحات کی وجہ سے نہیں ہے مگر ہم تم سے مدد طلب کرتے ہیں۔ دیکھو اور محسوس کرو ہمارے غم اور تکلیف کو اور ہمارے غم کا مداوا کرو۔ کیونکہ ہم تو مظلوم اور بے بس عورتیں ہیں ہم تمہاری مہربانیوں کی حقدار ہیں۔ یہاں پر موجود کوئی عورت ایسی نہیں ہے جو اعلی خاندان سے تعلق نہ رکھتی ہو۔ بلکہ کچھ تو شاہی خاندان کی عورتیں بھی موجود ہیں۔ لیکن غم اور تکلیف کی وجہ سے اس وقت ہم بے حال ہیں۔ قسمت کا چکر گھومتے ہوئے خوشی کو غم میں تبدیل کرتا ہے اور یہی کچھ ہمارے ساتھ ہوا اور اسی لئے ہم سب رحم کی دیوی کے مندر کے قریب دو ہفتوں سے تمہارا انتظار کر رہے تھے۔ تمہارے پاس عظیم طاقت ہے جس سے ہماری مدد کرو۔

تھی سی ایس کے سوال کرنے پر کہ محترمہ آپ کون ہیں؟ اس عورت نے جواب دیا کہ عظیم بادشاہ Capaneus جس نے سات بادشاہوں کے ساتھ تھیبز پر حملہ کیا تھا کی میں ملکہ ہوں۔ مگر زیوس کی بجلی کی کڑک سے تھیبز کے دروازے پر ہی اس کی موت ہو گئی اور وہ میری زندگی کا منحوس ترین دن تھا۔ Evadne کا نام تم نے سنا ہو گا وہ میں ہی ہوں۔ میرے ساتھ ان تمام غم زدہ عورتوں کے شوہر بھی تھیبز کی لڑائی کے دوران قتل ہو گئے۔ تھیبز کا بادشاہ بوڑھا Creon اس وقت شدید غم و غصے میں ہے۔ اس ظالم انسان کو بادشاہ کہنا بھی شرم کی بات ہے۔ دل میں موجود نفرت کی وجہ سے وہ ہمارے شوہروں کی لاشوں کو گندا اور مسخ کر کے ان کی بے حرمتی کر رہا ہے۔ برہنہ لاشوں کے ڈھیر ایک گڑھے میں پھینک دیئے گئے ہیں۔ نہ ان لاشوں کو جلانے کی اجازت ہے اور نہ ہی دفنانے کی بلکہ انہیں کتے اور دوسرے جانوروں کی خوراک بنایا جا رہا ہے۔ اتنا کہنے کے بعد عورتیں دوبارہ کہرام مچاتے ہوئے کہنے لگیں کہ ہمارے غم کو اپنے دل میں محسوس کرو اور ہماری مدد کرو۔

عظیم رحمدل اور نیک حکمران تھی سی ایس اپنے گھوڑے سے نیچے اتر چکا تھا۔ عورتوں کے دکھ درد اور غم سے اس کا سینہ چھلنی ہو چکا تھا۔ خواتین کو کتنے بے رحمانہ طریقے سے ذلیل کیا جا رہا تھا۔ یہ سوچ کر اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا کہ مرے ہوئے لوگوں کی لاشوں کو دفن نہ کرتے ہوئے قدرت کے احکامات کی تذلیل کی جا رہی تھی۔ جنگ کے مجرموں کے ساتھ بھی ایسا سلوک ممکن نہ تھا۔ بادشاہ نے ایک ایک کر کے سب کو تسلی دی پھر ایک سچے بادشاہ کی طرح ان کی مدد کی قسم کھائی۔

نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی کہ تھی سی Knight میزبان نے درمیان میں کچھ کہنے کی کوشش کی مگر

مجھے یقین ہے کہ یہاں موجود خواتین جنگ و جدل کے واقعات کو پسند نہیں کریں گی۔ اس لئے ان سے بچتے ہوئے مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ تھی سی ایس کے ہاتھوں Creon قتل ہوا اس کی افواج سے تتر بتر ہو گئی۔ فتح حاصل کرنے کے بعد ان عورتوں کے شوہروں کی لاشیں ان کے حوالے کر دی گئیں۔ اگرچہ وہ اب صرف ہڈیوں کی صورت میں ہی موجود تھیں۔ مگر انہیں خوشی تھی کہ رسومات کے ساتھ انہیں دفن کیا جا سکتا ہے۔ ہاں آخری رسومات کے دوران ان عورتوں کا غم اور چیخ و پکار ناقابل بیان تھی۔ ان عورتوں کے اپنے اپنے ملک جانے سے پہلے انہیں تھی سی ایس نے بہت عزت و احترام پیش کیا۔ جنگ میں مرنے والے دشمن کے سپاہیوں کے ساتھ بھی احترام کا رویہ رکھا گیا۔ دشمن کے بہت سے سپاہی مر چکے تھے اور کچھ شدید زخمی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔

یہی وہ منظر ہے جہاں پر ہماری کہانی کا آغاز ہو گا۔

تھی سی ایس کی افواج نے زخمیوں کے درمیان دو دلیر نوجوانوں کو شدید زخمی حالت میں موجود پایا۔ جن کے لباس سے ان کے شاہی خاندان سے تعلق کا پتہ چل رہا تھا۔ وہ دونوں زندگی اور موت کی کشمکش کے درمیان تھے۔ ایک کا نام Arcite اور دوسرے کا Palamon تھا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ نے ان نوجوانوں کے بارے میں سن رکھا ہو گا۔ شاہی خاندان کے ان دونوں رشتے دار نوجوانوں کو فوری طور پر علاج مہیا کیا گیا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں تندرست ہونے کے بعد ایتھنز کی جیل

میں تمام عمر بطور قیدی رکھا جائے۔ ان کی آزادی کے بدلے میں تاوان بالکل بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ بادشاہ فتح کے بعد جشن مناتا ہوا واپس اپنے ملک پہنچ گیا۔ جہاں باقی اپنی تمام عمر خوش و خرم بسر کی۔

مگر ابھی تو بتانے کے لئے بہت کچھ باقی ہے

وہ دونوں نوجوان تکلیف اور خراب حالت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے۔ بڑی سے بڑی تاوان کی رقم بھی انہیں آزاد نہیں کروا سکتی تھی اور اب انہیں تمام عمر قیدی رہنا تھا۔ سال گزرتے رہے مگر پھر مئی کے مہینے کی ایک صبح نے ہر

لیکن اسی قلعے کی دیوار کے دوسری طرف جیل میں وہ دونوں نوجوان رشتے دار قیدی موجود تھے۔ تمام دنیا میں ایسی مضبوط دیواروں کے ساتھ کوئی دوسرا قید خانہ موجود نہیں ہو گا۔ اس طرف حسین ایملی بہار کے موسم کی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے گانا گا رہی تھی اور دوسری طرف دونوں قیدی نوجوان بری حالت میں موجود تھے۔ سورج چمکدار تھا اور ہوا بے حد صاف۔ نیند سے بیدار ہوا تو دوسری منزل پر موجود ایک سوراخ سے شہر اور اس باغ کو بھی دیکھ سکتا تھا Palamon جب پہلا نوجوان شدید دلبر داشتہ ہونے کی وجہ سے کہہ رہا تھا کہ کاش وہ پل پیدا ہی نہ ہوتا کہ Palamon جہاں اس وقت ایملی موجود تھی۔ اچانک اس حسین لڑکی پر نظر پڑ گئی۔ اس کا رنگ اڑ گیا اور آہ کی تیز آواز اس کے منہ سے نکلی جیسے دل میں شدید کانٹا چبھا ہو۔ جاگ گیا اور پوچھنے لگا کہ کیا ہوا تم تو بہت ہی زیادہ کمزور دکھائی دے رہے ہو جیسے Arcite اس آواز سے اس کا رشتے دار کزن مرنے والے ہو۔ ہمیں برے حالات کا بھی ہمت سے مقابلہ کرنا چاہیئے۔ ہمیں سیارہ زحل کے منحوس اثرات کا سامنا ہے اور نے کہا کہ کزن، میرے غم کی وجہ کا تم نے غلط اندازہ لگایا ہے۔ palamon کسی کو بھی اپنی قسمت سے فرار ممکن نہیں۔ میرے کراہنے کی وجہ میری قید نہیں تھی یہ تکلیف تو میری آنکھوں کے ذریعے میرے دل میں داخل ہوئی تھی۔ لگتا تھا اس کا درد مجھے مار ہی ڈالے گا۔ میں اس لڑکی کی وجہ سے غمزدہ ہوا تھا وہ جو نیچے پھولوں کے درمیان موجود ہے۔ دوبارہ ایملی کو دیکھتے ہوئے کہا کہ اس لڑکی کا حسن میرے غم کی وجہ ہے۔ نہ جانے یہ دیوی ہے یا انسان۔ بلکہ مجھے تو لگ رہا ہے کہ وینس زہرہ دیوی زمین پر اتر آئی ہے۔ پھر گھٹنوں کے بل جھک کر وہ دعا مانگنے لگا کہ وینس دیوی کہ اگر زمین پر آنے کا تیرا مقصد مجھے اپنا جلوہ دکھانا تھا تو میں کمزور اور ستایا ہوا انسان تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے قید سے نجات دلا۔ اس کے دعا مانگنے کے دوران ہی اس کا بھی گھر کے قریب گیا اور باغ میں ٹہلتی ہوئی حسین ایملی اسے بھی نظر آ گئی۔ اس کے حسن کا جلوہ اس قدر اپنے arcite کزن

دل پر محسوس کیا کہ لگتا تھا مر جائے گا۔ اس نے بھی ایک غمزدہ آہ کی آواز نکالی اور کہنے لگا اس سے زیادہ حسن ممکن نہیں ہے جس کے حسن کے جلوے سے میں قتل ہو چکا ہوں۔ اب اس کی ایک جھلک سے ہی میں زندہ رہ سکتا ہوں۔palamon نے جواب دیا خدا arcite اس کے الفاظوں پر تو سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ یقینی طور پر تم سنجیدہ نہیں ہو مذاق کر رہے ہو۔ میری مدد کرے میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ جس پر اس کے کزن نے کہا کہ تم میرے ساتھ دھوکے بازی کیسے کر سکتے ہو جبکہ

arcite نے جواب دیا کہ دراصل سب سے پہلے میں نے اس لڑکی سے محبت کی ہے تم تو اب تک اسے ایک دیوی ہی خیال کر رہے ہو۔ جبکہ میں نے بطور انسان اس سے محبت کی اور محبت اپنے سامنے کسی کی پرواہ نہیں کرتی، محبت کسی قانون کو نہیں مانتی۔ محبت میں تو انسان اپنی جان قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ محبت محبت ہوتی ہے چاہے وہ کسی لڑکی سے کی جائے، کسی بیوہ سے یا کسی شادی شدہ عورت سے۔

دونوں دیر تک ایک دوسرے سے اسی بات پر بحث کرتے رہے جب کہ دونوں کو ہی تھا کہ انہوں نے تمام عمر قید رہنا ہے کیونکہ بڑے سے بڑے تاوان سے بھی انہیں آزادی نہیں دی جائے گی۔ اسی بحث کے دوران تمام دن گزر گیا۔ پھر دونوں نے فیصلہ کیا کہ دونوں کو عزت دار لوگوں کی طرح رویہ رکھنا چاہیئے۔ دونوں نے کہا کہ وہ اس لڑکی سے محبت کرنا نہیں چھوڑ سکتے اگرچہ دوسرا ابھی محبت کر رہا ہو کیونکہ ہم نے تو باقی زندگی اسی قید خانے میں گزارنی ہے۔ ان دونوں میں رقابت جاری رہی اور اگر میرے پاس وقت ہوتا تو تفصیل سے اس بارے میں بتاتا۔ مگر اب ذکر کرتا ہوں

Perotheus کا جو کہ Lapiths حکمران تھا۔ تھی سی ایس کے ساتھ اس کی بچپن سے دوستی تھی۔ دونوں دوست ایک دوسرے کو دل و جان سے چاہتے تھے۔ پرانی کتابوں میں ان کی دوستی کا تذکرہ موجود ہے جہاں لکھا گیا ہے کہ تھی سی ایس کے مرنے کے بعد جب وہ جہنم میں گیا تو Perotheus نے اپنے دوست کی خاطر جہنم میں جا کر اسے آزاد کروایا۔ تھی سی ایس جہنم میں کیوں پہنچا اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ ہاں میں آپ کو یہ ضرور بتا سکتا ہوں کہ وہ arcite کو بھی بے حد زیادہ پسند کرتا تھا اسی لئے اسے قید خانے سے بغیر کسی تاوان کے آزاد کروانے میں کامیاب ہو گیا۔ تھی سی ایس نے اپنے دوست کے کہنے پر اسے آزاد کر دیا مگر اس شرط پر کہ وہ جہاں چاہے جا سکتا ہے مگر اس کی ریاست میں نظر نہیں آئے گا۔ اگر نظر آیا تو موت کی سزا دی جائے گی۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ وہ آزاد ہو گیا تو بہت خوش ہو گا کہ اپنے شہر تھیبز میں جا کر آرام سے زندگی بسر کرے گا۔ لیکن عشق کے مارے کو چین کہاں؟ یہ کیسے ممکن تھا کہ اپنی محبوبہ سے دور جا کر وہ سکون سے زندگی گزار سکے۔ اس کے تو غم دکھ اور افسوس میں کئی گناہ اضافہ ہو گیا تھا اور خواہش تھی کہ اپنے آپ کو ختم کر دے۔ کبھی کہتا کہ کاش میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا کاش سے میری دوستی نہ ہوتی اور وہ مجھے آزاد نہ کرواتا۔ مجھے علم ہے کہ میں اپنی محبوبہ کو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا Perotheus

سے تیار کی ہوئی کوئی بھی ایسی شے دنیا میں موجود نہیں جو مجھے سکون دے سکے۔ میں اپنی خوشیوں کو خدا حافظ کہتے ہوئے یہاں سے رخصت ہو رہا ہوں۔ اس کے آنسو نکل آئے تھے اور کہہ رہا تھا کہ لوگ نہ جانے کیوں اپنی قسمت کا اس وقت بھی رونا رو رہے ہوتے ہیں جب کہ وہ میری حالت سے کئی گنا بہتر ہوتے ہیں۔ کچھ اپنی صحت بلکہ جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دولت کی خواہش کرتے ہیں، کچھ قید خانے سے فرار چاہتے ہیں جیسا کہ بہت پہلے میری بھی خواہش تھی۔ مگر ہماری دعائیں قبول نہ جانے کیوں نہیں کی جاتیں۔ ہماری حالت تو اس شرابی کی طرح کی ہوتی ہے جسے یہ تو علم ہوتا ہے کہ اس کا گھر ہے مگر نشے کی حالت میں گھر کا راستہ بھول جاتا ہے تو بھٹکتا پھرتا ہے۔ اس دنیا میں ہماری حالت بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ ہم جہاں جانے کی خواہش رکھتے ہیں اس راستے کا ہمیں علم نہیں ہوتا۔ یہ بات تو سب کو ہی معلوم ہے مگر آج مجھے اس کا شدید احساس ہو رہا ہے۔ ایملی کو میں ہمیشہ کے لئے کھو رہا ہوں جو کہ میرے لئے موت سے بھی بدتر ہے۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

کی طرف۔ اپنے دوست کی اچانک رہائی کے حکم سے وہ سخت پریشان ہو چکا تھا۔ اندھیرا قلعہ palamon اب ہم نظر ڈالتے ہیں ہمارے درمیان ہونے والے مقابلے arcite قید خانہ اس کی آہوں سے گونج رہا تھا آنسو زمین کو گیلا کر چکے تھے۔ کہنے لگا کہ آہ میں تم نے فتح حاصل کر لی۔ اپنے شہر میں جاؤ گے جشن مناؤ گے میری تکلیف کے بارے میں تم کیوں سوچو گے۔ تم بہادر اور تیز طرار ہو اور شاید کسی طریقے سے تھی سی ایس کو مجبور کر دو کہ میری محبت وہ تمہارے حوالے کرنے پر مجبور ہو جائے۔ اپنی محبت کے لئے تو میں اپنی جان قربان کرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ مگر تمہیں آزادی مل چکی ہے اور تم شاہی خاندان سے بھی تعلق رکھتے ہو۔ مگر میں تو قید میں ہوں۔ آنسو بہانے کے علاوہ کیا کر سکتا ہوں۔ عشق سے زیادہ دنیا میں کوئی اور شے تکلیف نہیں دے سکتی۔ اس قید خانے میں وہ حسد کی وجہ سے اس قدر غم میں ڈوب چکا تھا کہ لگتا تھا اس کا دل پھٹ جائے گا۔ رنگ اس قدر پھیکا پڑ چکا تھا جس کا تصور ممکن نہیں۔ شدید غم کی حالت میں دیوتاؤں کو پکارا کہ وہ انصاف سے کام نہیں لیتے ان کی نظر میں

انسان کی کوئی اہمیت نہیں جو ایک جانور کی طرح دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ دنیا میں بھی تکالیف اور مصائب کا سامنا کرتا ہے بے قصور ہونے کے باوجود۔ مگر اس بے رحمانہ سلوک سے تمہیں کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ جانوروں کی حالت بھی انسانوں سے بہتر ہے جن کا مرنے کے بعد کوئی حساب نہیں ہو گا۔ مگر انسانوں کے لئے یہ دنیا بھی جہنم اور مرنے کے بعد بھی

Knight نے کہانی کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ palamon کو اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہوئے اب ہم تھوڑی دیر کے لئے arcite کی بات کرتے ہیں۔ گرمیوں کا موسم گزر چکا تھا اور طویل راتیں arcite کی تکلیف میں اضافہ کر رہی تھیں۔ یہ بتانا مشکل ہے کہ جو قید میں تھا وہ یا جسے آزادی مل گئی تھی۔ کون زیادہ تکلیف میں تھا۔ ایک کو تمام زندگی قید میں رہنا تھا اور دوسرے کو زبردستی اس کی محبت سے دور ملک بدر کر دیا گیا تھا۔ کیا آپ اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں کہ کس کی مشکل زیادہ تھی۔

جو قید میں تھا اسے کبھی کبھار اپنی محبت نظر آ جاتی مگر وہ اسے کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرا آزادی ملنے کے بعد اپنی خواہش کے مطابق جہاں جانا چاہتا جا سکتا تھا مگر اپنی محبوبہ کو دیکھنے سے قاصر تھا۔ تو دونوں کرداروں کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے آپ خود ہی فیصلہ کریں اور میں کہانی کو مزید آگے بڑھاتا ہوں۔

arcite اپنے شہر تھیبز میں واپس تو آ گیا لیکن اب اس کا تمام وقت غم کی حالت میں آہیں بھرتے ہوئے گزرتا۔ وہ دنیا کا اداس ترین انسان بن چکا تھا جس کے خیالوں میں ہمیشہ اس کی محبوبہ رہتی۔ نیند اسے آتی نہیں تھی اور کھانا کھانے سے وہ انکار کر چکا تھا۔ جس کی وجہ سے کمزور سے کمزور تر ہوتا جا رہا تھا۔ اگر کبھی موسیقی کی آواز اسے سنائی دے جاتی تو اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگتے۔

ایک سال اسی ابتر حالت میں رہنے کے بعد اسے دیوتاؤں کا پیغام رساں مرکری اپنے خواب میں نظر آیا۔ جس نے کہا کہ اگر اپنی مشکلات کا اختتام چاہتا ہے تو ایتھنز میں چلا جائے جہاں قسمت نے اس کے لئے خوشیاں لکھ دی ہیں۔ arcite نے سوچا کہ بھیس بدل کر وہ ایتھنز میں داخل ہو سکتا ہے اس طرح اسے کوئی پہچان نہیں سکے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور اپنی محبوبہ ایملی کے قلعے میں معمولی ملازمت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ نام بھی تبدیل کر کے Philostrate رکھ چکا تھا۔ اگرچہ وہ اپنی محبوبہ کے گھر تک پہنچ گیا تھا مگر اس کے قریب جانا ممکن نہ تھا۔

ایک بہار کے موسم میں وہ عشق کا مارا جنگل میں اکیلا آوارہ گردی کر رہا تھا۔ خوبصورت حسین پھولوں کو دیکھا تو بلند آواز میں

اس کار شتہ دار ساتھی اتفاق سے سات سال کی قید کے بعد اسی دن قید خانے سے فرار ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا اور چھپتا چھپاتا اسی جگہ تک پہنچ گیا جہاں پر اس وقت arcite اپنے آپ کو اکیلا سمجھتے ہوئے غم بھرے گیت گا رہا تھا۔ palamon نے یہ سنا تو برداشت نہ کر سکا اور سامنے آ گیا۔ اب دونوں ہی ایملی کے دعویدار تھے۔ arcite نے اسے دوسرے دن duel مقابلے کی لڑائی کی دعوت دے دی اور دوسرے دن وہ دونوں مقابلے کے لئے تیار تھے۔ شدید طریقے سے ان دونوں کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی کہ اسی وقت تھی سی ایس بادشاہ جو شکار کے لئے ملکہ اور اس کی بہن ایملی کے ساتھ جنگل میں موجود تھا کو وہ دونوں نوجوان شدید طریقے سے لڑتے ہوئے نظر آئے۔ بادشاہ اپنا گھوڑا ان دونوں کے درمیان میں لے آیا اور کہا کہ میری سلطنت کے اندر تم دونوں کی غیر قانونی طریقے سے لڑائی کی کیسے جرات ہوئی۔ اگر طاقت کا مقابلہ کرنا تھا تو کوئی جج تمہارے درمیان کیوں موجود نہیں۔ palamon نے بالکل صاف الفاظ میں بتا دیا کہ وہ دونوں کون ہیں اور ایملی کے لئے اپنی محبت سے بھی آگاہ کر دیا۔ مزید کہا کہ بادشاہ کو انصاف کرتے ہوئے ان دونوں کو موت کی سزا دے دینی چاہیئے تا کہ ان دونوں کی تکلیف کا خاتمہ ہو جائے۔ بادشاہ سخت غصے میں تھا اور ان دونوں کی موت کا حکم دینے ہی والا تھا کہ وہاں موجود خواتین خاص طور پر ملکہ اور اس کی بہن ایملی نے بادشاہ سے التجا کی کہ ان دونوں کو معاف کر دیا جائے۔ ملکہ نے کہا کہ یہ دونوں خاندانی ہیں اور میری بہن سے شدید محبت کر رہے ہیں جب کہ میری بہن کو تو اس بارے میں بالکل بھی علم نہیں۔

بادشاہ عقل مند تھا تو کہنے لگا کہ تم دونوں شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہو اور ایملی سے شدید محبت بھی کر رہے ہو مگر اس کی شادی تو تم دونوں میں سے ایک سے ہی ممکن ہے۔ تو اب تم دونوں واپس جاؤ اور پورے پچاس ہفتوں کے بعد ایک ایک سو اپنے بہترین اور بہادر ساتھیوں کے ساتھ واپس آؤ۔ تمہارے درمیان لڑائی کا مقابلہ کروایا جائے گا جس کی فتح ہو گی ایملی سے شادی کا وہی حقدار ہو گا۔

تھی سی ایس نے اس عظیم الشان مقابلہ کے لئے اس کے شایان شان ہی ایک سٹیڈیم تعمیر کروایا۔ جس کے دروازے میں 3 عبادت گاہیں دیوتاؤں کے لئے تعمیر کی گئیں۔ ایک محبت کی دیوی وینس کے لئے دوسری جنگ کے دیوتا مریخ کیلئے اور تیسرا

عفت و عصمت اور پاکیزگی کی دیوی ڈیانا کی شان اور عبادت کے لئے تعمیر کیا گیا۔ یہ تینوں مندر عبادت گاہیں بہت عالیشان تھیں۔

اپنے دلیر اور arcite اور palamon اور پھر جب مقابلے کا دن آ گیا تو تمام شہر اسے دیکھنے کے لئے موجود تھا۔ دونوں نوجوان

صبح ہونے کو تھی کہ ایملی ڈیانا کے مندر میں پہنچ گئی۔ خواہش کا اظہار کیا کہ وہ تو اس تمام زندگی کنواری رہنا چاہتی ہے۔ لیکن ڈیانا کی شبیہ وہاں پر ابھری جس نے کہا کہ اسے تھیبز کے ایک نوجوان کے ساتھ تو شادی کرنی ہی پڑے گی۔ فرماں بردار ایملی حکم کو تسلیم کرتے ہوئے واپس اپنے کمرے میں آ گئی۔

arcite جنگ کے دیوتا مریخ کے مندر میں موجود تھا اور اس سے درخواست کر رہا تھا کہ جنگ میں اسے کامیابی عطا فرمائے اور مریخ دیوتا نے بھی اشارے سے اسے فتح کا یقین دلا دیا۔

اب دونوں نوجوانوں کو ہی اپنی فتح کا مکمل یقین تھا۔

اوپر آسمان پر دیوتا آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ Saturn زحل دیوتا نے اپنی بیٹی وینس کو خفیہ طور پر بتا دیا کہ اگرچہ جنگ کا دیوتا مریخ arcite کی مدد کرے گا لیکن آخری فتح palamon کی ہی ہو گی۔

مقابلے کے دن جشن کا سماں تھا لوگوں میں بہت زیادہ جوش و خروش تھا۔ اسٹیڈیم کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ دونوں نوجوان اپنے بہادر ساتھیوں کے ساتھ شان و شوکت سے اندر داخل ہوئے۔ تھی سی ایس نے مقابلے کے اصول و ضوابط اور قوانین بتائے جن پر سختی سے عمل کیا جانا تھا۔ مقابلہ شروع ہوا اور تلواریں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے لگیں۔ اگرچہ palamon بہت بہادری کے ساتھ لڑائی کر رہا تھا لیکن arcite فتح یاب ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ جب تھی سی ایس نے arcite کی فتح کا اعلان کیا تو ایملی بھی بے حد خوش تھی۔ البتہ وینس کو شدید افسوس تھا کہ جس نوجوان نے اس سے مدد طلب کی وہ شکست کھا گیا ہے اور رونے لگی۔ جب اس کے والد Saturn زحل دیوتا نے بتایا کہ ابھی تو مقابلہ جاری ہے تو پھر وینس کو تسلی ہوئی۔

arcite فتح حاصل کرنے کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار تھی سی ایس کے محل کی جانب جا رہا تھا۔ کہ اسی وقت زحل دیوتا کی درخواست پر زمین نے اتنی تیزی سے حرکت کی کہ اس کے گھوڑے نے اسے زمین پر گرا دیا۔ شدید زخمی حالت میں اسے بستر پر منتقل کیا گیا۔ حکیموں نے بچانے کی بہت کوشش کی مگر کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی۔ arcite کو بھی علم ہو چکا تھا کہ اس کا

آخری وقت آچکا ہے۔ palamon کو اپنی محبت کا یقین دلاتے ہوئے کہا کہ میں تمھارا ہوں لیکن دنیا میں اگر کوئی اور بہادر انسان تم سے شدید محبت کرتا ہے تو وہ palamon ہے جس سے شادی کر لینی چاہیئے۔ arcite جب فوت ہوا تو تمام ایتھنز اس کے لئے سوگوار تھا۔ ایملی اور بادشاہ تھی سی ایس کو ناقابل برداشت غم تھا۔

تھی سی ایس کے باپ Egeus نے اپنے بیٹے کو ایک طرف لے جاکر کہا کہ جو انسان دنیا میں آتا ہے موت اس کا مقدر ہوتی ہے۔ موت کا سفر تو ہر زندہ انسان کو طے کرنا ہی پڑتا ہے۔

کچھ سال اور گزرنے کے بعد دوسرے لوگوں کے غم میں تو کمی واقع ہوگئی مگر ایملی اور palamon کا غم برقرار رہا۔ اور وہ ماتمی

The Nun's Priest's Tale

کینٹربری

Sir John پادری سرجان

نن پریسٹ کی کہانی

بہت پہلے کی بات ہے ایک غریب بوڑھی بیوہ وادی کے اندر درختوں کے درمیان واقع ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں رہتی تھی۔ اپنے شوہر کی وفات کے بعد سے یہ بیوہ عورت بہت سادگی سے زندگی بسر کر رہی تھی۔ گزر بسر کے لئے اس کے پاس کچھ مویشی تھے۔ تین گائیں ایک بھیڑ جس کا نام مولی تھا اور تھوڑا سا دوسرا ساز و سامان۔ اس عورت کی دو بیٹیاں تھیں۔ اس کے

چھوٹے سے گھر کی دیواریں دھوئیں کی وجہ سے کالی ہو چکی تھیں جہاں بیٹھ کر وہ اپنا سادہ کھانا پکاتی۔ یہ کھانا اس کے اپنے گھر میں موجود چیزوں سے ہی بنایا جاتا تھا۔ چنانچہ کوئی چٹخارے دار کھانا وہاں موجود نہ ہوتا۔ اسی سادہ غذا اور محنت مشقت سے بھرپور

اس عورت کے پاس چانٹی کلیئر نام کا ایک مرغا بھی تھا۔ تمام علاقے میں سب سے بلند آواز سے بانگ دینے والا۔ چرچ میں بجنے والی موسیقی سے بھی زیادہ جذبات سے بھرپور اس کی آواز تھی۔ ایسے ٹاور پر لگے ہوئے گھڑیال سے بھی زیادہ درست وقت کے ساتھ وہ بانگ دیتا تھا۔ خدا نے اس کے اندر ہی سر رکھی تھی کہ جیسے ہی سورج پندرہ ڈگری کا زاویہ بناتا تو اسی وقت اتنی بلند آواز سے بانگ دیتا جتنا اس کے لئے ممکن تھا۔ اس کی کلغی کا رنگ سمندری مونگے سے بھی زیادہ سرخ تھا۔ شاندار پیر اور حسین رنگوں کے پر۔

چانٹی کلیئر کی سات بیگمات مرغیاں تھیں۔ اس کی ساتھی مرغیاں جو اس کی طرح ہی خوبصورت تھیں ہمیشہ اس کو خوش رکھتیں۔ مگر ان میں جو سب سے خوبصورت تھی اس کا نام پرٹی لوٹ تھا۔ نا صرف بہت زیادہ حسین بلکہ مہربان، نرم مزاج اور دوسروں کا خیال رکھنے والی۔ انہی خصوصیات کی وجہ سے چانٹی کلیئر اس وقت سے اس سے محبت کر رہا تھا جب وہ صرف سات دن کی تھی۔ جس وقت کا یہ ذکر ہے اس وقت پرندے اور جانور بولنے اور گانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

تو ایک صبح کو جب چانٹی کلیئر اپنی سات بیگمات کے ساتھ آرام فرما رہا تھا۔ پرٹی لوٹ اس کے سب سے نزدیک بیٹھی تھی۔ اچانک چانٹی کلیئر نے خوف زدہ انداز میں کراہنا شروع کر دیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے کوئی بھیانک سپنا نظر آ رہا ہو۔ پرٹی لوٹ نے جیسے ہی یہ دیکھا تو چونکتے ہوتے ہوئے اپنے شوہر سے کہا میرے محبوب اچانک پریشان کیوں ہو گئے؟ اس طرح کی تکلیف کی آوازیں کیوں نکال رہے ہو؟ میرا خیال ہے سوتے ہوئے ڈر گئے ہو۔ جاگو جاگو آنکھیں کھولو۔ چانٹی کلیئر نے کہا بیگم پریشان نہ ہو خدا جانتا ہے کہ بہت بھیانک سپنا دیکھ رہا تھا۔ میرے پروں کے نیچے ابھی بھی دل تیزی سے دھڑک رہا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں ہر چیز صحیح سلامت رہے اور میرا خواب درست ثابت نہ ہو۔ پرٹی لوٹ بیگم کے پوچھنے پر بتانے لگا کہ خواب میں دیکھا کہ میں باہر صحن میں گھوم رہا ہوں۔ اسی وقت ایک خونخوار جنگلی کتے کی مانند جانور مجھے نظر آیا۔ سرخی مائل اس کا رنگ تھا مگر دم اور کان کالے رنگ کے تھے۔ چھوٹی سی بھیانک تھوتھنی۔ وہ بدبخت مجھے پکڑ کر ہڑپ کرنا چاہتا تھا۔ سلگتے ہوئے کوئلے کی مانند اس کی آنکھیں جسے دیکھ کر میں اتنا خوفزدہ ہو گیا اور شاید اسی لئے خوف کی آواز نکل گئی۔

پرٹی لوٹ بیگم نے کہا کہ تمہیں شرم آنی چاہیئے تمہاری بہادری کہاں چلی گئی۔ بخدا میں ایک بزدل کی نہ تو عزت کر سکتی ہوں اور نہ محبت۔ اور ہم عورتوں کی تو خواہش ہوتی ہے کہ ہمارا شوہر سخی بہادر اور سمجھدار ہو۔ ہم ایسے مردوں سے شادی کی خواہش

ہیں۔ میں ایک طویل تفصیل اس سلسلے میں پیش کر سکتی ہوں مگر چھوڑو۔ کیٹو جیسے دانشمند نے بھی یہ بات کہی ہے کہ خوابوں میں کوئی سچائی نہیں ہوتی۔ پیارے شوہر تمہیں دوائی کی ضرورت ہے۔ مجھے علم ہے کہ یہاں پر نزدیک کوئی دواساز موجود نہیں ہے مگر میں تمہیں ان جڑی بوٹیوں کے بارے میں بتاؤں گی جنہیں کھانے کے بعد تمہاری صحت ٹھیک ہو جائے گی۔ وہ یہاں ہمارے فارم پر موجود بھی ہیں۔ مگر تم نے ایسا چہرہ کیوں بنالیا۔ تمہیں محض ایک خواب سے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔

چانٹی کلیئر نے یہ بات سننے کے بعد کہا بیگم تمہارے مشورے کا بہت شکریہ۔ جہاں تک تم نے عظیم دانشور کیٹو کا تذکرہ کیا تو وہ یقینی طور پر عظیم انسان تھا اور خوابوں پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ مگر بہت سے دوسرے عظیم لوگ جو کیٹو سے بھی زیادہ ذہین تھے انہوں نے پرانی کتابوں میں خوابوں کی سچائی کا تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ خواب میں نظر آنے والی ہماری خوشیاں اور غم حقیقت بن جاتے ہیں۔ اس پر بحث نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ یہ حقیقت ہے۔

ایک عظیم انسان نے یہی بات اس کہانی میں بیان کی ہے کہ دو نوجوان سچے دل کے ساتھ زیارت کی خاطر جا رہے تھے۔ ایک ایسی سرائے میں پہنچے جہاں پر ان کی طرح کے دوسرے بہت سے زیارت پر جانے والے مسافر موجود تھے۔ اور ان دونوں کو رات گزارنے کے لئے جگہ نہیں مل رہی تھی تو انہوں نے علیحدہ ہو کر رہائش تلاش کرنے کا فیصلہ کیا۔

ایک کو مویشی منڈی میں جگہ ملی جہاں بہت سے بیل موجود تھے۔ جبکہ دوسرے کو سونے کے لئے زیادہ مناسب جگہ میسر آگئی۔ وہ بستر پر سویا ہوا تھا جب اسے ایک خواب نظر آیا۔ برا خواب۔ جس میں اس کا دوست مدد کے لئے چیخ و پکار کر رہا تھا کہ یہ لوگ مجھے قتل کر رہے ہیں۔ مویشی منڈی میں مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ میری مدد کرو۔ نوجوان یہ خواب دیکھ کر جاگ گیا مگر خواب سمجھ کر دوبارہ سو گیا۔ تین مرتبہ یہی خواب اسے نظر آیا اور آخری مرتبہ اس کا دوست خون میں لت پت تھا۔ اس نے کہا کہ دیکھو مجھے قتل کر دیا گیا۔ صبح قصبے کے مغربی دروازے کی طرف جاؤ گوبر سے بھری ہوئی ایک ریڑھی تمہیں نظر آئے گی جس میں میری لاش کو چھپایا گیا ہے۔ اس ریڑھی کا مالک ہی قاتل ہے۔ اسے فوری طور پر گرفتار کرواؤ۔ میرے پاس جو سونا تھا

اس کی خاطر مجھے قتل کر دیا گیا۔ پھر اس روح نے غمزدہ آنکھوں اور زرد چہرے کے ساتھ اس کے ساتھ ہونے والے تمام حالات سے آگاہ کیا کہ مویشی منڈی میں اسے کس طرح قتل کر دیا گیا۔ بیگم دیکھو خواب کتنا سچ تھا۔

دوسری صبح وہ دوست مویشی منڈی پہنچ گیا۔ خواب میں بتائے گئے آدمی سے اپنے دوست کے بارے میں پوچھا۔ جس نے

چانٹی کلیئر نے کہانی کو آگے بڑھانے سے پہلے خوف سے جھرجھری لیتے ہوئے اپنے پروں کو حرکت دی۔ کہنے لگا کہ خدا انصاف اور سچائی پر مبنی فیصلے کرتا ہے اور ایک ناجائز قتل کو خواب کے ذریعے کس طرح سامنے لایا گیا۔ قتل کو تو بہت بھیانک جرم قرار دیا گیا ہے تو اسی لئے اس قتل کو بھی آشکارا کر دیا گیا۔ بعض اوقات بات ممکن ہے کہ اسے سامنے آنے میں ایک دو تین سال کا عرصہ لگ جائے مگر یہ جرم چھپ نہیں سکتا۔

حکام نے قاتل کو گرفتار کر لیا اور اس سے اقرار جرم بھی کروا لیا گیا۔ جس پر اسے پھانسی کی سزا دی گئی۔ تو میری پیاری بیگم تم نے دیکھا خواب کتنے سچے ہوتے ہیں اور اسی کتاب کے اگلے باب میں ایک اور سچی کہانی بیان کی گئی ہے۔

دو دوست سمندر پار کے سفر کے لئے نکلے ہوئے تھے۔ تیز طوفانی ہواؤں کی وجہ سے انہوں نے سرائے میں ایک رات کے لئے کمرہ لے لیا۔ دوسرے دن موسم بہتر ہو گیا تو دونوں دوستوں کو اپنے بستروں پر جانے سے پہلے یقین تھا کہ اگلے دن وہ سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔ مگر ان دونوں دوستوں میں سے ایک کو رات کے وقت خواب میں اپنے بستر کے قریب ایک آدمی کھڑا ہوا محسوس ہوا۔ جو اس سے کہہ رہا تھا کہ سمندر میں سفر نہ کرو اگر کرو گے تو ڈوب جاؤ گے۔ دوسرے دن صبح کو اٹھنے کے بعد اپنے دوست کو بتایا کہ خواب میں اس نے کیا دیکھا۔ اپنے دوست سے درخواست کی کہ ہمیں سفر کو ملتوی کر دینا چاہیئے۔ لیکن دوسرے دوست نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ خوابوں پر اتنا یقین نہیں رکھنا چاہیئے اور خواب کے حکم کو ماننا بیوقوفی ہے۔ تم یقینی طور پر مذاق کر رہے ہو کہ ہمیں سفر نہیں کرنا چاہیئے۔ خواب سچے نہیں ہوتے۔ ان میں تو الو، گوریلے اور دوسری بھیانک مخلوقات بھی آتی ہیں۔ احسان تو ایسے خواب دیکھتا ہے جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ لیکن جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سفر نہیں کرو گے تو مجھے اکیلے ہی سفر کی اجازت دو۔ مگر خدا جانتا ہے کہ میں تمہاری جدائی کو محسوس کروں گا۔ لیکن مجھے تو سفر پر لازمی جانا ہے اس لئے میرے دوستو خدا حافظ۔

یہ کہنے کے بعد اس نے اپنے سمندری سفر کا آغاز کیا۔ اور پھر ایسا ہوا کہ سمندر کے بیچوں بیچ بحری جہاز اپنے تمام مسافروں اور عملے کے ساتھ ڈوب گیا۔ دوسرے بہت سے جہازوں نے اس جہاز کے ساتھ ہی سفر شروع کیا تھا مگر وہ محفوظ رہے۔ اس لئے میری حسین مرغی پرٹی لوٹ تمہیں یقین کر لینا چاہیئے کہ خوابوں میں بھی سچائی ہوتی ہے۔ میں تمہیں تلقین کروں گا کہ

میری پیاری پرٹی لوٹ اور مزید سنو۔ عزت مآب میکرو بیئس Ciecro کے خواب سے متعلق تبصرے سے بھی خواب کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔

میں مانتا ہوں کہ اگرچہ تمام خواب سچے نہیں ہوتے مگر کچھ میں سچائی ضرور ہوتی ہے۔ مقدس کتابوں میں بھی سچے خوابوں کا تذکرہ موجود ہے۔ جوزف اور اس کے خواب اس کی ایک مثال ہے اور اسی طرح کی بے شمار دوسری مثالیں بھی موجود ہیں۔ ہیکٹر کی بیوی نے خواب میں اپنے شوہر کے قتل کے بارے میں دیکھ لیا تھا اور اسے میدان جنگ میں جانے سے منع بھی کیا۔ مگر خواب سچ ثابت ہوا۔ ہیکٹر کو ٹرائے کی دیوار کے باہر قتل کر دیا گیا۔ یہ قصہ بہت طویل ہے اور صبح ہونے والی ہے۔ مختصر میں یہ کہوں گا کہ خواب کے مطابق میں کسی تکلیف کا سامنا کر سکتا ہوں۔ جہاں تک بات ہے دوائی لینے کی تو مجھے ان دوائیوں سے نفرت ہے۔ یہ تو زہر ہوتی ہیں۔ تو میری پیاری بیگم مجھے تمہاری صورت میں خدا نے کتنی بڑی نعمت عطا کی ہے۔ کچھ خوشی اور مسرت کی گفتگو کرو۔ جب میں تمہارے حسن کو دیکھتا ہوں تو دل خوش ہو جاتا ہے اور اپنی پریشانیاں فراموش کر دیتا ہوں۔

اگرچہ یہ قول ہے کہ عورت مرد کی بربادی کا سبب بنتی ہے لیکن میں دوسرے قول پر یقین رکھتا ہوں کہ عورت تو مرد کی خوشیوں اور مسرتوں کا باعث ہے۔ رات کے اندھیرے میں جب آپ کے حسین پروں کو محسوس کرتا ہوں تو اگرچہ جگہ کم ہونے کی وجہ سے آپ کے ساتھ ہمبستری نہیں کر سکتا، سکون اور اطمینان کا باعث بنتی ہے۔ جو بھیانک خوابوں کو فراموش کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

صبح ہو چکی تھی تو چانٹی کلیئر اڑ کر صحن میں پہنچ گیا۔ ایک بھرپور بانگ کی آواز سے اپنی تمام بیگمات کو جگایا۔ جس کے بعد انہوں نے دانا چگنا شروع کیا۔ اس کے بعد حسین ترین بیگم پرٹی لوٹ کے ساتھ سیکس کیا۔ بلکہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد بیس مرتبہ کیا۔ شیر کی مانند وہ اپنے اندر طاقت محسوس کر رہا تھا۔ ان پرندوں کے برعکس اس طرح چلتا جیسے ابھی اڑنے لگے گا۔ دانہ دیکھتا تو اپنی بیگمات کو آواز دیتا جو بھاگ کر اس کے پاس آتیں۔

چانٹی کلیئر نے آسمان کی طرف نظر ڈالی اور اندازہ کر لیا کہ نو بجنے والے ہیں۔ ایک بھرپور طریقے سے بانگ دی اور اپنی پیاری

دوسری طرف ایک لومڑی جو سر سے پیر تک مکمل کالے رنگ کی تھی اس بوڑھی عورت کے گھر کے قریب موجود جنگل میں تین سالوں سے رہ رہی تھی۔ قسمت اس پر مہربان تھی تو وہ بڑھیا کے صحن کے اندر آنے میں کامیاب ہو گئی۔ جہاں چانٹی کلیئر اپنی بیگمات کے ساتھ موجود تھا۔ لومڑی چھپ کر چانٹی کلیئر کو دیکھ رہی تھی تاکہ اس کا شکار کر سکے۔ ایک طرف تو تقدیر کے مسئلہ پر اعلیٰ ترین دماغوں نے بہت سوچ و بچار کی ہے اور دوسری طرف چانٹی کلیئر کی بیوی نے بھی اسے خوابوں کو فضول سمجھتے ہوئے انہیں نظر انداز کرنے کا مشورہ دیا۔ عورت کے مشورے عام طور پر خطرناک نتائج ہی دکھاتے ہیں۔ وہ عورت کا مشورہ ہی تھا جو ہمارے دکھوں اور تکالیف کی بنیاد بنا۔ میں حوا کے آدم کو دیئے گئے مشورے کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ وہ دونوں تو جنت میں میں ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے تھے۔ لیکن اگر آپ میں سے کسی کو میری بات بری لگی ہو تو براہ مہربانی نظر انداز کر دیں کیونکہ میں تو محض مذاق کر رہا تھا۔

کسی عورت کا دل دکھانا میرا مقصد نہیں۔ جو کتابوں میں لکھا ہے صرف وہ بیان کر رہا ہوں۔

چانٹی کلیئر کی تمام بیگمات ریت میں نہاتے ہوئے سمندری غسل کے مزے لے رہی تھیں۔ جبکہ چانٹی کلیئر خوشی کے عالم میں جل پریوں سے بھی زیادہ خوبصورت آواز میں گانا گا رہا تھا۔ ہوا میں اڑتی ہوئی ایک تتلی کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک اسے لومڑی کی موجودگی کا احساس ہو گیا۔ اپنی بانگ کو ختم کرتے ہوئے سب کو چوکنا کرنے کی خوفزدہ آوازیں اس نے نکالنی شروع کیں۔ یہ قدرتی بات ہے کہ ہر جانور اپنے دشمن سے خوف زدہ ہو کر بھاگ جاتا ہے۔ چانٹی کلیئر بھی فرار ہونے ہی والا تھا کہ لومڑ نے بہت ہی پیار اور نرم آواز کے ساتھ اسے کہا۔

محترم جناب۔ آپ کدھر تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں تو آپ کا دوست ہوں مجھ سے خوفزدہ کیوں ہو رہے ہیں۔ اگر آپ کے ایک بال کو بھی نقصان پہنچاؤں تو جہنم میرا مقدر بنے۔ میں آپ کا شکار کرنے تو یہاں پر نہیں آیا میں تو آپ کی خوبصورت آواز سننے کے لئے یہاں آرام کر رہا ہوں۔ آپ کی آواز کس قدر شاندار ہے۔ جنت کے فرشتوں سے بھی زیادہ مسحور کن۔ میں آپ کے والد کو یاد کرتا ہوں کس قدر عظیم انسان تھے۔ وہ جو اپنی بیگم کے ساتھ میرے غریب خانے میں تشریف لائے اور اسی طرح میری خواہش ہے کہ آپ بھی کبھی میرے گھر تشریف لائیں۔ میرے کان دھوکا نہیں کھاتے اور اگر میں نے تمام زندگی

میں آپ سے بہتر کوئی آواز سنی ہے تو وہ آپ کے والد کی آواز تھی۔ صبح کے وقت ناقابل بیان مسرت دیتی تھی۔ وہ دل کی گہرائیوں سے بانگ دیتے تھے۔ اپنے پیروں کو اونچا کرتے اور گردن کو اتنی بلندی پر لے جاتے جتنا ممکن تھا۔ اور اس میں شرکت کے دوران ان کی آنکھیں بھینگی ہو جاتیں۔ تمام جہان میں ان کے فن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ بہترین گلوکار آپ کے والد جیسا مجھے کوئی اور دنیا میں نظر نہ آیا۔ تو محترم جناب کیا آپ مجھے کچھ گا کر سنائیں گے جس سے ثابت ہو سکے کہ آپ اپنے محترم والد صاحب جیسے ہی ہیں۔

چانٹی کلیئر اس کی خوشامدانہ باتوں میں آ گیا۔ اپنی قوت فیصلہ کو فراموش کرتے ہوئے اپنے دشمن کو نظر انداز کر گیا۔

محترم خواتین و حضرات ہمیں اپنی زندگی میں بہت سے ایسے خوشامد کرنے والوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو سچائی کے بجائے جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے ہمیں بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ لیکن میں آپ سے درخواست کروں گا کہ احتیاط کریں۔ مقدس کتابوں میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔

چانٹی کلیئر نے اپنے دشمن کی باتوں میں آ کر پروں کو پھڑ پھڑایا۔ گردن کو اونچا کرتے ہوئے گانا گانے کے لئے آنکھیں بند کر لیں اور یہی وہ وقت تھا جب لومڑی نے چھلانگ مار کر اسے گردن سے پکڑ لیا اور جنگل کی طرف بھاگ گئی۔ کوئی اس کا پیچھا

چانٹی کلیئر کی بیگمات نے جب یہ سب کچھ دیکھا تو اتنا زیادہ شور مچایا جس کے سامنے ٹرائے کی خواتین کا شور بھی کم معلوم ہوتا تھا۔ بوڑھی بیوہ اور اس کی دو بچیوں نے شور کو سنا تو سمجھ گئیں کہ کچھ خطرہ ہے۔ دیکھ لیا کہ لومڑی ان کے پیارے مرغے کو شکار کرنے کے بعد بھاگ رہی ہے۔ سب اس کے پیچھے بھاگے بلکہ اب تمام گاؤں ہی ان کے ساتھ لومڑی کے تعاقب میں تھا۔ گاؤں کا کتا بھی دم کو اوپر کئے لومڑی کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ اس شور و غل سے گاؤں کے مویشی بھی ہوشیار ہو چکے تھے۔ بطخیں اور شہد کی مکھیاں تک خطرہ محسوس کر چکی تھیں۔ لندن میں گندم کی قیمت بڑھنے والی بغاوت اور شور و غل بھی یہاں ہونے والے شور سے کم تھا۔ باجے ڈھول ڈرم جس کے ہاتھ جو چیز آئی وہ بجا رہا تھا۔

کہانیاں سنانے والے نے کہا کہ میرے پیارے زیارت پر جانے والے ساتھیو غور سے سنو اور دیکھو کہ تقدیر دشمن کے عزائم کو کیسے ناکام بنا سکتی ہے۔ چانٹی کلیئر لومڑی کے جبڑے میں موجود تھا۔ خوف سے کانپتے ہوئے کہنے لگا محترم جناب اگر میں آپ کی

جگہ ہوتا تو اپنے پیچھا کرنے والوں پر طنز کے تیر چلاتے ہوئے کہتا کہ میں جنگل کے کنارے پہنچ چکا ہوں۔ اب میرے شکار کو

لومڑی کو فوری طور پر اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور دوبارہ چاپلوسی کے انداز میں کہنے لگی۔ میرے پیارے چانٹی کلیئر، مجھے شرمندگی ہے کہ تم نے میرے ارادے کو غلط خیال کیا۔ یقینی طور پر جب میں نے تمہیں منہ میں دبایا اور جنگل کی طرف بھاگی تو تم خوفزدہ ہو گئے ہوں گے لیکن میرے ارادے تو نیک تھے۔ تمہیں نقصان پہنچانا میرا مقصد نہیں تھا۔ درخت سے اتر کر میرے پاس آ جاؤ تاکہ ہم اس بارے میں مزید گفتگو کر سکیں۔ میرے الفاظوں پر یقین کرو یہ بالکل سچے ہیں۔

چانٹی کلیئر نے درخت پر سے ہی جواب دیا کہ تم ضرور مذاق کر رہی ہو کوئی پاگل ہی تمہاری باتوں میں آ کر دوبارہ بے وقوف بنے گا۔ تمہاری یہ میٹھی باتیں یہ چاپلوسی اب نہیں چلے گی۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اب میں آنکھیں بند کر کے تمہیں گانا سناؤں۔ جو کوئی آنکھیں بند کر لیتا ہے وہ دراصل اپنی بدنصیبی کو دعوت دیتا ہے۔ یہ سب تم نے ہی تو مجھے سکھایا ہے۔

لومڑی نے کہا کہ ایک سبق میں نے بھی سیکھا ہے جو کوئی غلط موقع پر اپنا منہ کھولتا ہے بدنصیبی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

چنانچہ اس سے ہمیں سبق حاصل ہوتا ہے کہ لاپرواہی کا ہمیں ہمیشہ نقصان ہوتا ہے۔ جھوٹے چاپلوس لوگوں کی باتوں سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔ کچھ خیال کریں گے کہ یہ جانوروں سے متعلقہ ایک بے وقوفانہ کہانی ہے لیکن اس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ سینٹ پال کا قول ہے کہ گندم کو بھوسے سے علیحدہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ نہایت اعلی مشورہ۔

خواتین وحضرات میں یہاں پر اپنی کہانی اس دعا کے ساتھ ختم کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ اچھی زندگی گزاریں اور جنت کے حقدار بنیں۔

میزبان نے کہا کہ چانٹی کلیئر یہ کہانی تو بہت ہی مزیدار تھی۔ اگر آپ لوگ بھی زیادہ مذہبی نہیں ہوں گے تو چانٹی کلیئر کی طرح ہی زندگی بسر کریں گے اور سات بیگمات بھی آپ کے لئے کم ہوں گی۔ ایسی شاندار کہانی سنانے کا بہت بہت شکریہ۔ خدا آپ کی حفاظت کرے۔ اس کے ساتھ ہی میزبان نے زیارت پر جانے والی دوسری Nun نیک عیسائی راہبہ سے درخواست کی کہ وہ اپنی کہانی کا آغاز کرے۔

The Second Nun's Tale

کینٹربری

دوسری راہبہ کی کہانی

سی سی لیا Saint Cecilia بہت ہی نیک اور پارسا لڑکی تھی۔ نیک اور اعلی خاندان سے تعلق تھا۔ عیسائی مذہب کو بہت پسند کرتی تھی۔ مذہب کی تعلیم بھی حاصل کی تھی اور خدا سے دعا کرتی کہ وہ غیر شادی شدہ پاکیزہ زندگی بسر کرتی رہے۔ لیکن بہ امر مجبوری اسے شادی کرنی پڑی۔ اس کا شوہر بھی اعلی خاندان سے تعلق رکھتا تھا جس کا نام Valerian تھا۔ جس وقت اس کی شادی کے نغمے گائے جا رہے تھے تو اس وقت بھی وہ دل میں خدا کی عبادت کر رہی تھی اور خدا سے مدد مانگ رہی تھی۔

سہاگ رات کا وقت آ گیا تو اس نے ہلکی آواز میں اپنے شوہر سے کہا میرے بہت اچھے اور محبت کرنے والے شوہر میں تمہیں اعتماد میں لیتے ہوئے کچھ بتانا چاہتی ہوں مگر پہلے وعدہ کرو کہ کبھی مجھے دھوکا نہیں دوگے۔ کسی اور پر یہ راز افشا نہیں کروگے۔

شوہر کو خدا نے توفیق عطا فرمائی کہ محبت سے اپنی بیوی سے بات کرے۔ تو کہنے لگا کہ اگر واقعی ایسا کوئی فرشتہ ہے تو مجھے بھی دیکھنے کی خواہش ہے۔ اگر فرشتہ مجھے نظر آ گیا تو میں تمہاری ہر خواہش کا احترام کروں گا۔ لیکن اگر تم چالاکی سے کوئی سازش کر رہی ہو اپنے کسی عاشق کی خاطر ایسا کر رہی ہو تو میں تمہیں اور اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

نیک اور پاکیزہ سی سی لیا فوری طور پر کہنے لگی کہ ہاں وہ تمہیں ضرور نظر آ سکتا ہے لیکن پہلے تمہیں عیسائی مذہب کو اختیار کرنا پڑے گا۔ یہاں سے تین میل کے فاصلے پر غریب لوگ رہتے ہیں ان کے پاس جاؤ اور بتاؤ کہ میں نے تمہیں بھیجا ہے۔ جو

تمہیں لے کر نیک بزرگ انسان کے پاس چلے جائیں گے اور انہیں بھی ہر بات تفصیل سے بتاؤ وہ تمہیں برائیوں سے پاک کریں گے جس کے بعد فرشتہ تمہیں نظر آنے لگے گا۔

بیوی کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے وہ نیک انسان تک پہنچ گیا۔ جس نے تمام باتیں سننے کے بعد حیرت اور خوشی کا اظہار کیا۔ نیک انسان کی آنکھوں میں مسرت کے آنسو تھے۔ یسوع مسیح کی شان میں تعریف کرنے کے بعد ان سے درخواست کی کہ نیک عورت کا شوہر جو کہ بہت بہادر ہے اس وقت عجز و انکساری سے یہاں موجود ہے۔ Valerian کے سامنے اسی وقت ایک بڑی عمر کے آدمی نمودار ہوئے۔ نور کے لباس میں ملبوس۔ جنہیں دیکھ کر Valerian خوف سے زمین پر گر گیا۔ بزرگ نے محبت سے اسے اٹھایا اور ہاتھ میں موجود مقدس کتاب کو پڑھنے لگا۔ پھر پوچھا کہ کیا تمہیں ان الفاظ پر یقین ہے۔ Valerian نے کہا بالکل یقین ہے۔ ان الفاظ سے زیادہ سچائی تو ممکن ہی نہیں۔

یہ سننے کے بعد وہ بزرگ وہاں سے غائب ہو گئے اور نیک انسان نے اسے Baptize کیا۔

جب وہ رومن واپس گھر پہنچا تو اپنی بیوی کے ساتھ موجود فرشتہ اسے بھی نظر آ گیا۔ جس کے ہاتھ میں دو تاج موجود تھے۔ ایک نرگس کے پھولوں سے تیار کیا گیا اور دوسرا گلاب سے۔ ایک پاکیزہ لڑکی کے حوالے کیا اور دوسرا اس کے شوہر کے۔ فرشتے

Valerian نے جواب دیا کہ میرا ایک بھائی ہے جس سے میں دنیا میں سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ میری طرح اس کے دل میں بھی سچائی کا نور منور کر دو۔ فرشتے نے جواب دیا کہ تمہاری درخواست خدا نے خوشی کے ساتھ قبول کر لی ہے تم دونوں کو شہادت کا بلند مرتبہ عطا کیا جائے گا۔ اسی وقت اس کا بھائی Tiburace وہاں آ گیا اور اسے بھی جنت سے لائے گئے پھولوں کے تاج کی خوشبو آ گئی۔ ایسی شاندار خوشبو اس نے پہلے کبھی بھی محسوس نہ کی تھی اور حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ اس موسم میں اتنے شاندار پھول کہاں سے آ گئے۔ مجھے تو ان کی خوشبو سے نئی زندگی کا احساس ہو رہا ہے۔

اس کے بھائی نے جواب دیا کہ ہمارے پاس دو پھولوں کے تاج ہیں سفید نرگس اور سرخ گلاب۔ ابھی تو تمہیں وہ نظر نہیں آ رہے ہیں مگر میں نے فرشتے سے درخواست کی ہے ابھی تم انہیں صرف سونگھ سکتے ہو۔ مگر جلد ہی انہیں دیکھ بھی سکو گے جب تم اسے سچے دل سے قبول کر لو گے۔

بھائی یہ سن کر حیران پریشان کہنے لگا کہ مجھے یقین نہیں آرہا کہ میں جاگ رہا ہوں یا خواب دیکھ رہا ہوں۔ Valerian نے اسے تفصیل سے بتایا کہ ایک فرشتے نے کس طرح سچائی اس کے دل میں ڈال دی۔ سی سی لیا نے اس کے بعد بتایا کہ کس طرح لوگ غلط راستے پر چل رہے ہیں۔

نے بھی سچے راستے کا انتخاب کرلیا۔ سی سی لیا نے کہا کہ خدا مجھے تمہارے بھائی کے قریب لے کر آیا اور اب تم Tiburace

سی سی لیا نے جواب دیا کہ ہماری زمین کی زندگی بہت مختصر ہے جس کے بعد ہمیں ایک ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی زندگی عطا کی جائے گی۔ تم بالکل خوفزدہ نہ ہو اس چیز کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کے بھائی کو بھی نیک انسان نے baptize کر دیا۔

دن گزرتے رہے۔ روم کا Almachius نامی سردار مسیحیت کا سخت دشمن تھا۔ اس نے دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے حکم دیا کہ جیوپیٹر کے مندر میں سجدہ کریں اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں ان کے سر تن سے جدا کر دیئے جائیں گے۔ Maximus نامی آفیسر ان کی حالت زار دیکھ کر رونے لگا۔ دونوں بھائیوں کی تعلیمات سے متاثر ہوا اور اپنے ساتھیوں سمیت اسی وقت ان کا مذہب قبول کرلیا۔ رات کو سی سی لیا بھی ان کے گھر میں آئی جس کے ساتھ پادری موجود تھے۔ جنہوں نے سب لوگوں کو baptize کیا۔ سی سی لیا نے ان سے مزید کہا کہ آپ لوگوں نے نیکی کے راستے پر چلنا پسند کیا ہے بدی کے خلاف جنگ میں آپ لوگوں کی فتح ہو چکی ہے۔ آپ اپنے ایمان کو بچا چکے ہیں۔ ہمیشہ رہنے والی زندگی کی کامیابی آپ کو مبارک ہو۔ خدا آپ کو آپ کے شایان شان مقام عطا فرمائے گا۔

اسی وقت مزید سپاہی آئے اور دونوں بھائیوں کو جیوپیٹر کے مندر میں لے گئے۔ جہاں انہوں نے اس کی تعظیم کرنے سے انکار کر دیا، بلکہ اپنے خدا کی عبادت کرنے لگے۔ اسی وقت ان دونوں کے سر تن سے جدا کر دیئے گئے۔ Maximus اس موقع پر وہاں پر ہی موجود تھا۔ جس نے بعد میں بتایا کہ اس نے دیکھا کہ بہت سے نورانی فرشتے ان دونوں کی روحوں کو اپنے ساتھ لے کر جنت کی جانب جا رہے تھے۔ جب بعد میں وہ اس بات کو بتاتا تو اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے جس سے بہت سے دوسرے بھی مذہب میں داخل ہو جاتے۔ روم کے سردار Almachius نے اس بات پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اسے بھی موت کے منہ میں پہنچا دیا۔ نیک سی سی لیا نے اس کی لاش کو اپنے شوہر اور اس کے بھائی کی قبروں کے ساتھ ہی دفن کیا۔

سردار کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا اور اب اس نے نیک کنواری سی سی لیا کو جیوپیٹر کے مندر میں طلب کر لیا۔ مگر Almachius کے دیگر افسران جو کہ پہلے ہی مذہب قبول کر چکے تھے انہوں نے روتے ہوئے اس مذہب کے سچے ہونے کا Almachius اقرار کیا تو Almachius نے سی سی لیا کو اپنے دربار میں طلب کر لیا۔ اس سے اس کے خاندان کے بارے میں اس کے مذہب

تمہیں علم ہونا چاہیئے کہ تم خود اپنے آپ کو بے وقوف بنا رہے ہو۔ دیر تک دونوں میں بحث جاری رہی اور سردار بہت غصے میں آ گیا اور کہا کہ میں اپنے خداؤں کے بارے میں ایک غلط لفظ سننا برداشت نہیں کروں گا۔ لیکن نیک عورت نے اپنے خدا کی حمد وثنا جاری رکھی۔ Almachius نے حکم دیا کہ اس گستاخ عورت کو اس کے گھر میں لے جا کر آگ میں جلا دیا جائے۔

سردار کے حکم کی تعمیل کی گئی اور نیک عورت کے بستر کے چاروں طرف لکڑیاں جلا دیں گئیں تاکہ وہ موت کے منہ میں چلی جائے۔ لیکن دیکھنے والوں نے حیران کن معجزہ دیکھا کہ اس نیک عورت کے ماتھے پر پسینے کی ایک بوند تک نہیں آئی۔ تمام رات وہ آگ پر موجود رہی اور دوسرا دن بھی گزر گیا مگر اس نیک عورت نے کوئی تکلیف محسوس نہیں کی۔ آگ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکی۔ Almachius کو اس چیز کا پتہ چلا تو وہ سخت پریشان ہو گیا اور اپنے ایک افسر کو وہاں بھیجا تاکہ نیک عورت کو قتل کر دیا جائے۔ اس افسر نے اپنی تلوار سے تین مرتبہ سر کو تن سے جدا کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ قانون کے مطابق چوتھی مرتبہ تلوار کو مارنے کی اجازت نہیں تھی۔ خوفزدہ حالت میں وہ نیک عورت کو زخمی حالت میں ہی چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ نیک عورت کی گردن خراب حالت میں تھی۔ نیک لوگوں کی بہت بڑی تعداد اس کے گھر میں آنا شروع ہو گئی۔ اپنے ساتھ لائے ہوئے کپڑوں سے انہوں نے گردن سے نکلتے ہوئے خون کو روکنے کی کوشش کی۔ تین دن تک وہ نیک عورت اپنی اس حالت کو برداشت کرتی رہی اور اس تمام عرصے میں لوگوں کو نیکی کی راہ پر چلنے کی تلقین بھی کرتی رہی۔ سچائی کا درس دیتی رہی۔ ان کے لئے دعا کی۔ اس نے کہا کہ میں نے خدا سے درخواست کی تھی کہ مجھے تین دن کی مہلت دے دے تاکہ میں ان لوگوں کی روحوں کو نیک آدمی کے سپرد کر سکوں تاکہ وہ انہیں baptize کر سکیں اور میرے اس گھر کو اب چرچ بنا دیا جائے۔ یہ کہنے کے بعد وہ دنیا سے رخصت ہو گئی۔

نیک انسان Pop Urban نے اپنے ہاتھوں سے اسے خدا کے دوسرے نیک بندوں کے ساتھ دفن کیا۔ اس کے گھر کو Church of Saint Cecilia کا نام دیا گیا جو آج تک قائم و دائم ہے۔

The Pardoner's Tale

کینٹربری

پارڈنر کی کہانی

ابتدائیہ پرولوگ

بیلجیئم کے شہر فلانڈرز میں تین کم عمر آوارہ گرد نوجوان رہتے تھے۔ ہمیشہ کھیل کود میں مصروف نظر آتے۔ کبھی رقص کر رہے ہوتے تو کبھی لڑائی جھگڑا۔ خراب عورتوں کی صحبت میں رہنا ان کا معمول تھا۔ دور سے ہی ان کے قہقہے اور گانے بجانے کی آوازیں ان کا پتہ دے دیتی تھیں۔ دن رات کھیل میں مصروف رہتے اور ضرورت سے زیادہ کھاتے پیتے۔ لگتا تھا وہ اپنے آپ کو شیطان کے سپرد کر چکے ہیں۔ ان کی گفتگو ناقابل برداشت تھی۔ مذہب اور مقدس ترین ہستیوں کے بارے میں بھی سخت ناپسندیدہ باتیں کرتے۔ برائی کے کاموں میں آگے بڑھنے کی ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرتے۔ حسین لڑکیوں کو مجرے

بہت زیادہ کھانا پیٹو پن بھی ایک شدید برائی ہے اور اسی وجہ سے تو ہم جنت سے بھی محروم ہو گئے۔ آدم جنت میں بہت خوش و خرم زندگی گزار رہے تھے مگر جیسے ہی ممنوعہ پھل کو کھایا تو شرم اور تکالیف کا آغاز ہو گیا۔ جس کی تلافی یسوع مسیح نے اپنے

خون کی قربانی دے کر کی۔ زیادہ کھانے کی عادت میں تمام دنیا ہی مبتلا ہے اور جس کی وجہ سے بے شمار بیماریوں میں مبتلا ہو چکی ہے۔ اچھی اور سادہ خوراک کھا کر ہم صحت مند زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

کے منہ میں چلا گیا۔

اسی طرح دوسری بری عادتوں سے بھی مکمل طور پر بچنا چاہیئے۔

کہانی کا آغاز ہوتا ہے

تو بات ہو رہی تھی ان تین آوارہ نوجوان دوستوں کی جن کے نام پیٹر، اینڈریو اور فرانسس تھے۔ جہاں کہیں یہ برائی کے بارے میں سنتے تو وہاں جا پہنچتے۔ ہسب معمول ایک دن سرائے کے باہر بیٹھ کر شراب نوشی میں مصروف تھے تو گھنٹیوں کی آواز سنائی دی۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ کسی کا انتقال ہو گیا ہے۔ ایک لڑکے سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ آپکا دوست ٹوم کل رات اسی جگہ شراب نوشی میں مصروف تھا کہ اسے قتل کر دیا گیا۔ لڑکے سے پوچھا کہ کس نے اسے قتل کیا تو اس نے جواب دیا کہ اس کا نام موت ہے جس نے اپنے نیزے سے اسے مار دیا۔ آپ اس سے بچ کر رہیں کیونکہ جو بھی اس کے سامنے آتا ہے موت کے ہاتھوں مارا جاتا ہے۔ فرانسس نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ اس نے بھی ابھی سنا ہے کہ موت کے ہاتھوں بہت سے لوگ مر چکے ہیں۔

پیٹر نے غصہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو میں اس سے ملاقات کروں گا اسے قتل کروں گا۔ بلکہ ہم سب کو آج عہد کرنا چاہیئے کہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے اس کا خاتمہ کریں گے جس نے ہمارے بہت سے دوستوں کو ختم کیا۔

فرانسس اور اینڈریو نے اس کی بات کو بہت پسند کیا کہ ایک ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے جلد ہی اسے مار دیں گے۔ راستے میں بیٹھ کر موت کا انتظار شروع کر دیا۔ جلد ہی ایک بوڑھا آدمی انہیں آتا ہوا نظر آیا جس نے سلام کیا۔ فرانسس نے طنزیہ لہجے میں

پیٹر نے نفرت سے اسے کہا کہ تمہیں جانے کی اجازت نہیں تم نے ابھی موت کا ذکر کیا جس نے ہمارے بہت سے دوستوں کی جان لے لی ہے۔ کیا تم اس کے جاسوسوں میں سے ایک ہو؟ ہم اس کی تلاش میں ہیں تو اب تمہیں اس کا پتہ بتانا پڑے گا یا پھر ہم تمہارا حلیہ بگاڑ دیں گے۔

بوڑھے آدمی نے نرمی سے جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں کا لہجہ بہت غلط ہے لیکن پھر بھی میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ آپ موت سے کہاں ملاقات کر سکتے ہیں۔ یہ جو راستہ نظر آ رہا ہے نہ اس پر سیدھے چلتے رہو تو جنگل میں شاہ بلوط کے درخت کے نیچے موت بیٹھی ہوئی تمہیں نظر آ جائے گی۔

تینوں دوستوں نے جنگل میں فوری طور پر تیزی سے سفر شروع کیا اور بوڑھے کے بتائے ہوئے اس درخت تک پہنچ گئے۔ لیکن وہاں پر تو موت کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ جو چیز وہاں پر انہوں نے دیکھی وہ زمین پر پڑے ہوئے سونے کے چمکتے ہوئے سکے تھے۔ وہ اتنے زیادہ تھے کہ تینوں دوست تمام زندگی عیش و آرام کے ساتھ بسر کر سکتے تھے۔ اس عظیم خزانے کو دیکھ کر تینوں دوست اتنے خوش ہوئے کہ موت کا خیال بھی ان کے ذہن سے نکل گیا۔ تینوں نے بیٹھ کر ان سکوں کو گننا شروع کیا۔ پیٹر نے کہا کہ میری بات کو غور سے سنو اس خزانے سے تو ہم بہت شاندار زندگی بسر کر سکتے ہیں مگر سب سے پہلے ہمیں اسے کہیں چھپا دینا چاہیئے۔ اسے میرے گھر میں بھی چھپایا جا سکتا ہے اور تم دونوں میں سے کسی کے گھر میں بھی۔ اگر دن میں ہم ایسا کریں گے تو لوگ خیال کر سکتے ہیں کہ ہم نے کہیں یہ ڈاکہ ڈال کر حاصل کئے ہیں تو ہمیں رات کا انتظار کرنا چاہیئے۔

تینوں دوست اس بات پر آمادہ ہو تو گئے مگر پھر سوچا کہ قصبے میں جا کر کھانے پینے کا سامان کسی کو تو لے کر آنا پڑے گا اور باقی دو اس خزانے کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ فرانسس سب سے کم عمر تھا تو اسے قصبے میں کھانا لینے جانا پڑا۔ جیسے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہوا تو پیٹر نے اینڈریو سے ہلکی آواز میں کہا دیکھو اس خزانے کو تین لوگوں میں تقسیم کیا جانا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ یہ سارا خزانہ صرف دو لوگوں میں برابر برابر تقسیم ہو جائے۔ اینڈریو نے کہا کہ یہ کس طرح ممکن ہے فرانسس تھوڑی دیر میں ہی کھانا لے کر آ جائے گا اور اپنا حصہ طلب کرے گا۔ پیٹر نے کہا کہ وہ اکیلا ہو گا اور ہم دو ہیں ہماری طاقت زیادہ ہے۔ جیسے ہی

دوسری طرف فرانسس جب کھانا لینے کے لئے جا رہا تھا تو اس کے ذہن میں بہت زیادہ سونے کے سکے موجود تھے۔ لالچ اس کے دل میں پیدا ہو چکی تھی۔ وہ منصوبہ تیار کرنے لگا کہ کس طرح تمام خزانے کو اکیلا ہی حاصل کر سکتا ہے۔ اس کی سوچ تھی کہ تمام خزانہ اکیلا حاصل کرنے کے بعد وہ بے حد دولتمند ہو جائے گا اور شاندار زندگی بسر کرے گا۔ لالچ میں اندھا ہونے کی وجہ سے وہ ایک دکان میں گیا۔ کہنے لگا کہ موٹے تازے چوہے گھر میں موجود ہیں جنہوں نے پریشان کیا ہوا ہے۔ دکاندار نے کہا کہ آپ صحیح جگہ پر آئے ہیں میں ایسا زہر دوں گا جو کسی بھی جاندار کو کچھ دیر میں ہی ختم کر سکتا ہے اور اسے زہر دے دیا۔ جس کے بعد وہ شراب کی دکان میں گیا شراب کی تین بوتلیں خریدیں۔ دو بوتلوں میں تو زہر ملا دیا اور تیسری اپنے لئے رکھ لی۔

وہ بہت خوش تھا کہ اس کا منصوبہ کامیاب ہو جائے گا اور تمام دولت اس کے پاس آ جائے گی۔

اب تو آپ سب لوگوں کو بات بالکل صاف اور واضح سمجھ آ جانی چاہیئے کہ آگے کیا ہوا ہو گا۔ وہ جیسے ہی جنگل میں واپس اپنے دوستوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے فوری طور پر حملہ کر کے اسے ختم کر دیا۔ اپنے دوست کو قتل کرنے کے بعد شرمندگی محسوس کرنے کے بجائے انہوں نے کہا کہ اس خوشی کے موقع پر ہمیں شراب نوشی کرنی چاہیئے۔ یہ کہنے کے بعد فوری طور پر

انہوں نے شراب پینی شروع کر دی اور کچھ دیر بعد ہی وہ دونوں بھی اپنے مرے ہوئے ساتھی کے قریب مردہ حالت میں موجود تھے۔ اور کچھ اس طرح کا انجام ہوا کہ جس دوست کو انہوں نے قتل کیا تھا اس نے بھی اپنے مرنے کے باوجود اپنے ساتھیوں کو مار دیا۔ اس درخت کے نیچے وہ موت سے ملاقات کر چکے تھے۔

The Wife of Bath's Tale

کینٹربری

پانچ شادیاں کرنے والی بیگم کی کہانی

ابتدائیہ پرولوگ

The Wife of Bath's Prologue

Wife of Bath نے کہنا شروع کیا کہ لوگوں کا چاہے کچھ بھی کہنا ہو مگر میرے مطابق تجربہ دنیا کی سب سے بہترین چیز ہے۔ جہاں تک تعلق ہے رشتوں کا تو اس میں ہم تجربے سے بہت سبق حاصل کرتے ہیں اور اسی تجربے کی بنیاد پر میں شادی شدہ زندگی کی تکالیف اور مشکلات کے بارے میں بتا سکتی ہوں۔ بارہ سال کی عمر میں میری پہلی شادی ہوئی اور اب تک میں پانچ شادیاں کر چکی ہوں۔ پانچ شوہر۔ یہ تو اچھی خاصی تعداد ہوتی ہے۔ چلو میں کہہ دیتی ہوں کہ مجموعی طور پر شوہر اچھے تھے۔ مگر کیا مجھے اتنی زیادہ شادیاں کرنی چاہیئے تھیں۔ جب کہ عام طور پر ایک شادی کو ہی درست خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن میں یاد کرواتی ہوں جب ہمارے نجات دہندہ کی طرف سے ایک عورت سے اس کے پانچ شوہروں کے بارے میں گفتگو کی گئی تو میں سوچ میں پڑ گئی کہ ایک عورت کتنے شوہر کر سکتی ہے۔ اس سلسلے میں میں نے تو اپنی تمام زندگی میں کسی حد کے بارے میں نہیں سنا۔ کیا آپ لوگوں نے ایسا کچھ سنا ہے۔ ہاں مختلف لوگوں کی مختلف رائے ہے۔ اس بارے میں میرا تو خیال ہے کہ خدا نے کثرت کا حکم دیا ہے تو شوہر دو بھی ہو سکتے ہیں اور آٹھ بھی۔ لیکن میرے خیال میں دونوں صورتوں میں کوئی برائی نہیں ہے۔

Solomon عقل مند انسان تھے۔ کیا ان کی ایک سے زیادہ بیویاں نہیں تھیں۔ میں تو خدا سے دعا کرتی ہوں کہ میں بھی اتنی خوش قسمت ہو سکتی کہ جتنی ان کی بیویاں تھیں کم از کم ان سے آدھی تعداد میں ہی میرے شوہر ہوتے۔

(تاریخ بتاتی ہے کہ Solomon کے حرم میں سات سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں موجود تھیں)

اس طرح تو میں مردوں کے لئے خدا کا تحفہ ہی بن جاتی۔ کتنی زیادہ سہاگ راتیں ہوتیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ کم از کم پانچ شوہر تو میری قسمت میں آ ہی گئے اور چھٹے کی بھی میری خواہش ہے۔ پانچویں شوہروں کی وفات کے بعد چھٹا شوہر ضرور میری زندگی میں آ جائے گا۔ اس سلسلے میں آپ لوگ مجھ سے شرط بھی لگا سکتے ہیں۔ Abraham اور Jacob کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ مجھے دکھائیں کہ کس مقدس کتاب میں تحریر کیا گیا ہے کہ ایک سے زیادہ شادی نہیں کی جا سکتی۔ کس مقدس

ہاں یقینی طور پر تمام لوگ میری رائے سے متفق نہیں ہوں گے۔ کچھ لوگ اسے خدا کی مرضی تصور کرتے ہوئے تمام زندگی کنوارے رہتے ہیں۔ Paul نے کبھی شادی نہیں کی تو وہ صرف خواہش کا اظہار کر سکتے تھے کہ دوسرے لوگ بھی ان کی راہ پر چلیں۔ انہوں نے تو مجھے کبھی منع نہیں کیا کہ میں شادی نہ کروں تو میرے شوہر کے مرنے کے بعد اگر کوئی دوسرا مجھ سے شادی کرتا ہے تو جائز ہے۔ کیونکہ ایک وقت میں میرا ایک ہی شوہر ہوتا ہے۔

ہاں یہ ضرور کہا گیا کہ شادی میں کنواری کو فوقیت دوں تو پھر مجھے اس چیز سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیا گھر میں موجود ہر چیز سونے کی بنی ہوتی ہے۔ مختلف دھاتوں سے بنی ہوئی چیزیں مختلف کام سرانجام دیتی ہیں۔ اگرچہ سونے کی طرح ہر چیز نہیں چمکتی مگر اپنا کام تو بھرپور طریقے سے کرتی ہے۔ اسی طرح ہر انسان میں مختلف صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔ کوئی ایک کام میں ماہر ہوتا ہے تو دوسرا دوسرے کام میں۔ یقینی طور پر کنوارہ پن اور پاکیزگی بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے لیکن ہر کسی کو اس چیز کی تاکید نہیں کی گئی۔ یہ تو صرف اعلیٰ ترین لوگوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ مگر میں ان لوگوں میں شامل نہیں ہوں جو مزید چند سال باقی ہیں۔ میں بھرپور شادی شدہ زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔

اور اگر کنوارہ رہنا ہی مقصود ہوتا تو ہمارے جنسی اعضاء بنائے ہی نہ جاتے۔ یہاں پر بھی کچھ لوگ اپنی منطق گھڑتے ہوئے کہیں

یسوع مسیح خود تمام عمر کنوارے رہے۔ بہت سے دوسرے خدا کے نیک بندے بھی کنوارے رہے۔ میں ان کی مخالفت میں کچھ نہیں کہوں گی میں تو صرف اتنا کہوں گی کہ خدا نے مجھے جس خدمت پر مامور کیا اسے ادا کرتی رہوں گی اور اپنے جسم کے تمام اعضاء کو بھرپور طریقے سے استعمال میں لاؤں گی۔ اس میں سستی کی صورت میں خدا کا قہر مجھ پر نازل ہو۔ دن ہو یا رات میرا جسم میرے شوہر کے لئے موجود رہتا ہے۔ میں تو خدا کے حکم پر چلتی رہوں گی۔ بیوی کو اپنے شوہر کے جسم کی حکمرانی ہوتی ہے۔ مقدس ترین ہستیوں نے شوہروں کو اپنی بیگمات سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

Pardoner جو اب تک بڑے تحمل سے تمام گفتگو سن رہا تھا اس نے مداخلت کی اور کہنے لگا کہ محترمہ آپ گفتگو کا فن جانتی ہیں۔ میری عنقریب شادی ہونے والی تھی مگر آپ کی گفتگو سننے کے بعد میں سوچ میں پڑ گیا ہوں کہ کیا شادی کرنی چاہیئے۔ اپنے آپ کو اتنی مشکلات میں ڈالنے سے بہتر ہے کہ انسان شادی ہی نہ کرے۔

Wife of Bath نے کہا ایک منٹ ٹھہریں میں نے تو ابھی اپنی داستان سنانی شروع بھی نہیں کی۔ وہ آپ کو پسند تو نہیں آئے گی مگر برداشت کرنی پڑے گی۔ میں شادی شدہ زندگی کی مشکلات سے آگاہ کروں گی۔ اپنی بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ میں نے اس سلسلے میں بہت زیادہ تجربات حاصل کئے ہیں۔ شادی کے برے انجام کی دس مثالیں میں پیش کر سکتی ہوں۔ وہ کہاوت ہے نہ کہ احتیاط علاج سے بہتر ہے۔

Pardoner نے کہا کہ وہ اس کی داستان ضرور سنے گا۔ بلکہ ہر نوجوان کے لئے یہ ضروری ہے کہ سبق حاصل کرے۔

Wife of Bath نے کہا کہ میں ضرور سناؤں گی لیکن اس سے پہلے آپ سب سے درخواست کروں گی کہ آپ میری بات کو سن کر نہ تو پریشان ہوں اور نہ ہی غصے میں آئیں۔ میں سچائی کے ساتھ تمام واقعات بیان کروں گی۔ اگر جھوٹ بولوں تو دوبارہ

کرتے مگر مجھے اس چیز کی پرواہ نہیں تھی۔ یہی سچ ہے۔ ایک عقلمند عورت اسی وقت عاشق کو تلاش کرے گی جب وہ اس کے پاس نہیں ہوگا۔ لیکن جب وہ اور ان کی تمام جائیداد میری مٹھی میں بند ہو تو پھر مجھے کسی چیز کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ میں راتوں کو ان سے مشقت کرواتی اور تھکن سے ان بے چاروں کی حالت خراب ہو جاتی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ مجھ سے ناخوش تھے۔ نہیں وہ تو میرے لئے تحائف لے کر آتے اور جب میں ان سے خوش اخلاقی سے بات کرتی تو وہ خوش ہو جاتے۔ ہاں مگر صرف خدا کو علم ہے کہ میں ان سے بہت مرتبہ بدتمیزی سے بات کر جاتی انہیں برا بھلا کہتی۔

میں تمام بیویوں کو ایک بہت کام کی بات بتاتی ہوں اپنے گھر میں ہمیشہ حکمرانی کرو۔ تمہارے شوہر نے جو غلطیاں کیں بھی نہیں ان پر وہ الزامات بھی لگا دو۔ شوہر اسی چیز کے حق دار ہیں۔ میری بات کو غور سے سنو کہ عورت جو جھوٹ بولنے اور دھوکا دینے میں مرد سے بہت آگے ہوتی ہے جو تجربے کار بیویاں ہیں انہیں تو اس بات کا پہلے ہی علم ہے مگر جو گھر میں پریشان ہیں ان کے لئے یہ مشورہ ہے۔ ایک عقلمند بیوی جب چاہے قسم کھا سکتی ہے کہ آگ تو اصل میں پانی ہے۔ شوہر کو ہر بات میں جھوٹا ثابت کروا اپنی ملازمہ سے قسم تک اٹھوا لو کہ وہ پاکیزہ ہے۔

ہمارے شوہر ہمیں نظر انداز کرتے ہوئے ہمسائے کی عورت کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اگر ہم کسی دوسرے مرد کی طرف دیکھیں تو انہیں بہت برا لگتا ہے۔ یہاں تک ایک کہاوت بن گئی ہے کہ ایک مرد جیسے ہی چھت کو ٹپکتے دیکھے گا کچھ جلنے کی بو محسوس کرے گا یا بیوی کی آواز سنائی دے جائے گی تو گھر سے فرار ہو جائے گا۔

اپنی بات منوانے کے لئے میں اپنے شوہروں پر الزامات لگاتی رہتی۔ اس طرح جس چیز کی خواہش ہوتی حاصل کر لیتی اور اپنی بات منوالیتی۔ سیکس بھی بات منوانے کا ایک بہت اہم ذریعہ ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ میرے پہلے تین شوہر تو بوڑھے اور امیر تھے اگر میں اپنے پانچویں شوہر کی بات کروں تو وہ مجھے مارتا

میں یہاں پر بتادوں کہ جھوٹ بولنے کی میری عادت ہے۔ میں نے کوئی اس طرح کا خواب نہیں دیکھا تھا بالکل اسی طرح جب میرے چوتھے شوہر کی وفات ہوئی تو میں لوگوں کو دکھانے کے لئے رو رہی تھی۔ جبکہ دل میں خوش تھی کہ اب میں پانچویں شوہر سے شادی کر سکتی ہوں۔Jankyn اگرچہ کم عمر تھا لیکن میں چالیس سال کی ہونے کے باوجود شادی کے معاملے میں 20 سال کی طرح ہی نوجوان تھی اور تمام معاملات کا علم تھا۔ میں نے سچی محبت کرتے ہوئے اپنی تمام جائیداد اسے دے دی لیکن بعد میں مجھے اس چیز کا بے حد افسوس ہوا۔ میرا خیال تھا کہ اس عمر کے نوجوان کو قابو میں کر لوں گی مگر بوڑھے شوہروں کی طرح وہ میرے قابو میں نہ آسکا۔ بلکہ اس کے پاس تو ایک ایسی کتاب موجود تھی جو عورتوں کے خلاف لکھی گئی تھی جس میں دنیا کی خراب بیویوں کے تذکرے موجود تھے۔ جس کی ابتدا حوا سے ہوئی تھی جس کی کی وجہ سے سے آدم اور خود اسے بھی جنت سے بے دخل ہونا پڑا۔ ان کہانیوں کو میں سخت ناپسند کرتی مگر رات کو وہ مجھے سنانے لگتا۔ ایک رات مجھے سخت غصہ چڑھا۔ مجھ میں تو شیرنی کی طرح کا غصہ تھا تو میں نے اس کی کتاب کے 3 صفحات پھاڑ دیئے بلکہ پوری طاقت سے اس پر حملہ بھی کر دیا۔ بوڑھے شوہر تو ایسی چیز کو برداشت کر لیتے تھے مگر Jankyn سخت غصے میں آگیا اور جواب میں مجھے ایسا شدید کان کے قریب مارا کہ ایک کان سے سنائی دینا بند ہو گیا۔ میں گرنے کے بعد ایسی بے حس ہو چکی تھی جس سے اس نے مجھے مرا ہوا خیال کرتے ہوئے وہاں سے فرار ہونے کا سوچا۔ لیکن میں نے اس سے کہا تم جھوٹے ہو چور ہو جو جائیداد لینے کی خاطر مجھے مارنا چاہتا ہے۔ وہ

میرے سامنے جھک گیا اور مجھ سے معافی مانگنے لگا۔ بالآخر ہم دونوں میں صلح ہو گئی۔ اس نے مجھے ہر اس چیز کی اجازت دے دی جو میں کرنا چاہتی تھی اور اپنی کتاب کو بھی جلا دیا۔ پھر ہم نے کبھی لڑائی نہیں کی۔

اب میں اصل کہانی کی طرف آتی ہوں۔

دونوں نے ایک دوسرے پر جملے کسے تو میزبان نے ان دونوں کو چپ کراتے ہوئے Wife of Bath سے کہا کہ اپنی کہانی کو جاری رکھے۔ اس نے کہا کہ ایک کہانی ضرور سناؤں گی اگر Friar کی اجازت ہو۔ جس نے اجازت دیتے ہوئے یقین دلایا کہ وہ بھی کہانی کو پوری توجہ کے ساتھ سنے گا۔

The Wife of Bath's Tale

پانچ شادیاں کرنے والی بیگم کی کہانی

بہت پہلے جب کنگ آرتھر کی بادشاہت ہوتی تھی تو اس وقت یہ جزیرہ آسیب سے بھرا ہوا تھا۔ دراصل یہ تو جادو کا جزیرہ تھا۔ پریوں کی ملکہ سبزہ زاروں میں رقص کیا کرتی تھی اور اس وقت وہاں دوسری پریاں بھی موجود ہوتیں۔ کم از کم میں نے تو یہی سنا ہے کہ سینکڑوں سال پہلے ایسا ہوتا تھا لیکن اب اس جدید زمانے میں تو ہمیں کوئی ایسی مخلوق نظر نہیں آتی۔ اب کون ہو گا جس نے اپنی زندگی میں پری دیکھی ہو گی۔ اب تو ہر جگہ پر نیک لوگ موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے جن، بھوت، پریاں وہ علاقے چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ لوگ تو جنگلوں اور دریاؤں تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہمارے شہروں کو قصبوں کو قلعوں اور میناروں کو گاؤں بلکہ

ہر ایک گھر اور وہاں پر موجود چیزوں کو برکت بخشتے ہیں. اسی لئے پریوں کا نام ونشان باقی نہیں رہا۔ جہاں کبھی آسیب رہا کرتے

تو ذکر ہو رہا تھا کنگ آرتھر کا۔ اس کے دربار کا ایک بہادر جنگجو سنسان دریا کے کنارے سے اپنے گھوڑے پر سوار گزر رہا تھا۔ اچانک اسے ایک دوشیزہ اپنے آگے جاتی ہوئی نظر آئی۔ وہ بالکل اکیلی تھی۔ دلیر جنگجو نے موقع دیکھا تو اس دوشیزہ کے ساتھ زیادتی کر ڈالی۔ لڑکی نے بہت ہاتھ پیر مارے مگر مقابلہ نہ کر سکی۔

اس معاملے کا ہر طرف شور مچ گیا۔ جب دربار تک بات پہنچی تو کنگ آرتھر نے اپنے اس دلیر جنگجو کے لئے موت کا حکم صادر کر دیا۔ قانون کے مطابق اب اس کا سر قلم کیا جانا تھا۔ ملکہ اور دربار میں موجود دوسری خواتین نے بادشاہ سے اس شخص کے لئے معافی کی التجا کی۔ خواتین کے اتنے زیادہ اصرار کو دیکھتے ہوئے بادشاہ نے یہ مقدمہ ملکہ کے حوالے کر دیا کہ وہ جو چاہے فیصلہ کرے۔ دل چاہے تو آزاد کر دے دل چاہے تو موت کی سزا دے۔ ملکہ نے بادشاہ کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس دلیر جنگجو کو طلب کر لیا۔ اسے کہا کہ ابھی تم موت اور زندگی کے درمیان موجود ہو شاید موت تمہارے بہت نزدیک ہے اور شاید نہیں۔

میں تمہاری جان بخش سکتی ہوں اگر تم ایک سوال کا جواب دے دو۔

اپنی زندگی میں عورت کس چیز کی سب سے زیادہ خواہش رکھتی ہے۔

کوئی جواب دینے سے پہلے بہت مرتبہ سوچنا۔ اس سوال کے صحیح جواب پر ہی تمہاری گردن جلاد کی تلوار سے بچ سکتی ہے۔ اگر تم ابھی جواب نہیں دینا چاہتے تو میں تمہیں دربار سے جانے کی اجازت دیتی ہوں۔ پورے ایک سال دور اور نزدیک اس سوال کا جواب تلاش کرو اور ایک سال کے بعد اسی دربار میں آکر سوال کا جواب دو۔ وعدہ کرو کہ تم فرار نہیں ہوں گے اور واپس اس دربار میں آؤ گے۔

وہ آدمی بہت زیادہ پریشان ہو چکا تھا کیونکہ وہ کیسے جان سکتا تھا کہ عورت کی سب سے بڑی خواہش کیا ہوتی ہے۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا جواب تو دینا ہی تھا۔ سوچا کہ ملکہ کا حکم ماننا ہی بہتر ہے شاید کسی جگہ سے خدا درست جواب دلوا ہی دے۔ اپنے گھوڑے پر سوار اس نے سفر شروع کیا۔ ہر قصبے ہر شہر میں گھومتا رہا مگر جلد ہی اندازہ ہو گیا کہ جس سے بھی یہ سوال کر رہا ہے وہ دوسرے سے مختلف جواب دے رہا ہے۔ کسی کے خیال میں عورت دولت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتی تھی۔ کچھ نے عزت کی بات کی۔

کچھ خواتین نے کہا کہ انہیں آزادی بہت عزیز ہے ہمارا دل چاہتا ہے کہ جو کچھ ہمارا دل چاہتا ہے وہ کرنے کی ہمیں آزادی ہو۔ روک ٹوک نہ کی جائے اور میرا بھی خیال تھا کہ اس چیز میں بھی سچائی ہے۔ کون سننا چاہے گی کہ وہ بے حیائی کے کام کر رہی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر عورت کو کچھ کہا جائے گا تو وہ جوابی حملہ ضرور کرے گی۔ آزمالو تمہیں یقین آجائے گا۔ اگر ایک عورت خراب بھی ہے تو وہ اپنے آپ کو پاکباز کہلوانا ہی پسند کرے گی۔

کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے کہا کہ عورت یہ پسند کرتی ہے کہ اسے سمجھدار خیال کرتے ہوئے اس پر اعتبار کیا جائے۔ اسے ذہنی طور پر مضبوط خیال کرتے ہوئے سمجھا جائے کہ وہ باتوں کو خفیہ رکھ سکتی ہے۔ جبکہ اس سے بڑی بے وقوفانہ بات کیا ہو سکتی ہے عورت کے دل میں تو کبھی بات رہ ہی نہیں سکتی۔

اور دوسرے عظیم ادیبوں نے اس بارے میں تحریر کیا Ovid بادشاہ کی کہانی ضرور سن رکھی ہو گی۔ Midas آپ لوگوں نے ہے کہ اس عظیم بادشاہ کے دونوں کان گدھے کی طرح کے بڑے تھے۔ وہ اپنے بڑے بڑے بالوں سے انہیں چھپا کر رکھتا تھا کہ کسی کو علم نہ ہو اور ہمیشہ خوف کا شکار۔ حتیٰ کہ کسی کو اس کا راز پتہ نہ چل جائے جس سے اس کی عزت ختم ہو سکتی تھی۔ سب سے تو یہ راز چھپالیا مگر اپنی بیوی کو بتانا پڑا۔ مگر اس سے کہا کہ یہ بات ہمیشہ خفیہ رہنی چاہیئے مگر کیا یہ ممکن ہے کہ عورت سے کوئی

بات خفیہ رہ جائے۔ مگر اس عورت نے تو اپنے آپ سے قسم کھالی کہ کسی کو اس بات کا علم نہیں ہونے دے گی اپنے عظیم شوہر کی عزت پر حرف نہیں آنے دے گی۔ مگر دل میں بات رکھنا اس کے لئے بہت ہی مشکل کام تھا۔ ہر وقت سوچتی رہتی کہ کسی

جب راز کو راز رکھنا اس کے لئے ناقابل برداشت ہو گیا تو شدید دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ محل کے قریب دلدلی علاقے میں چلی گئی اور دریا میں بانس کے پودے کے قریب منہ کر کے آہستگی سے دریا کے پانی کو بتانے لگی۔ دیکھو نہ مجھے دھوکا دینا اور نہ ہی کسی دوسرے کو یہ بات بتانا جو میں تمہیں بتانے والی ہوں۔ میرے شوہر کے کان گدھے کی طرح کے ہیں۔

یہ کہنے کے بعد اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ کسی کو یہ راز بتا کر اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ دیکھیں میں بھی عورت ہوں اس لئے یہ بات کہہ رہی ہوں کہ عورت پر زیادہ دیر تک اعتبار اور بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔

کہانی میں آگے کیا ہوا یہ بات میں آپ پڑھ لیجئے گا۔

میں اس شخص کے بارے میں بتا رہی تھی جو سوال کا جواب پوچھتا پھر رہا تھا۔ مگر اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ اس سوال کا جواب کبھی بھی تلاش نہیں کر سکتا۔ بے حد پریشان ہو چکا تھا۔ پورا سال گزر گیا اور اب واپس ملکہ کے سامنے پیش ہونے کا وقت آ چکا تھا۔ وہ جنگل میں احتیاط سے اپنے گھوڑے پر سفر کر رہا تھا کہ اچانک اس نے ایک حیران کن نظارہ دیکھا۔ چوبیس خوبصورت لڑکیاں درختوں کے درمیان رقص کر رہی تھیں۔ جب وہ ان کے پاس پہنچا تو وہ غائب ہو گئیں اور اب ان کی جگہ پر ایک بہت بوڑھی عورت وہاں پر موجود تھی۔ جو کہنے لگی کہ دلیر انسان کچھ پریشان لگ رہے ہو۔ مجھے بتاؤ شاید میں کچھ مدد کر سکوں۔ میں نے طویل عمر گزاری ہے دنیا دیکھی ہے۔

آدمی نے جواب دیا ماں جی

عورت کس چیز کی سب سے زیادہ خواہش رکھتی ہے۔ اگر میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکا تو میرا سر قلم کر دیا جائے گا۔
اگر تم اس سوال کا جواب دے دو تو میں تمام زندگی تمہارا غلام رہوں گا۔

عورت نے کہا کہ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ کہ تم اپنی بات پر قائم رہو گے اور جس چیز کی خواہش کروں گی اس کو پورا کرو گے جہاں تک تمہارے بس میں ممکن ہوا۔ اگر تم اس چیز کا وعدہ کر لو تو میں تمہیں تمہارے سوال کا جواب بتا دوں گی۔

اس آدمی نے قسم کھالی تو عورت نے کہا کہ سمجھو تمہاری جان بچ گئی۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ ملکہ بلکہ دنیا کی ہر عورت میرے جواب کو درست خیال کرے گی۔ پھر آدمی کے کان میں وہ بات بتادی۔ پھر بلند آواز سے کہا کہ خوش ہو جاؤ اعتماد کے ساتھ دربار میں جاؤ۔ آدمی اس عورت کے ساتھ دربار میں پہنچ گیا۔ آپ خود سوچیں کہ دربار میں تمام خواتین جواب سننے کے لئے کتنی بے قرار ہوں گی۔ ہر ایک طبقہ فکر کی عورت دربار میں اس وقت موجود تھی۔ ملکہ بھی جواب سننے کے بعد فیصلے کے لئے

ملکہ عالیہ۔ خواتین اپنے شوہروں اور جن سے وہ محبت کرتی ہیں ان پر حکمرانی کرنا چاہتی ہیں، ان پر اپنی برتری چاہتی ہیں۔ آپ مجھے قتل تو کرواسکتی ہیں مگر یہی سچ ہے۔

تمام خواتین آپس میں گفتگو کر رہی تھیں کہ ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔ اور اس آدمی کی جان بچ چکی ہے۔

جب تمام معاملہ حل ہو چکا تو اچانک بوڑھی عورت سامنے آئی اور کہا کہ ملکہ عالیہ انصاف کریں اس آدمی کو میں نے اس شرط پر جواب بتایا کہ یہ میرے حکم کے مطابق چلے گا، میری ہر خواہش پوری کرے گا۔ اب جبکہ اس کی جان بخشی ہو چکی ہے تو اپنے وعدے کے مطابق میری خواہش پوری کرے اور میری خواہش ہے کہ یہ مجھ سے شادی کر لے۔

یہ سننا تھا کہ آدمی کے تو ہوش اڑ گئے۔ کہنے لگا کہ یہ بالکل سچ ہے کہ میں نے قسم کھائی تھی لیکن محترمہ ایک بوڑھی عورت سے میں کیسے شادی کر سکتا ہوں۔ مجھ سے دولت طلب کرو میں تمہیں دوں گا مگر اپنے جوان جسم کو بڑھاپے کے حوالے کیسے کر سکتا ہوں۔ مگر وہ بوڑھی عورت بضد تھی کہ صرف اس آدمی کی محبت ہی اسے چاہیئے۔

آدمی نے کہا کہ تم مجھ سے محبت نہیں مانگ رہی میری تباہی طلب کر رہی ہو۔ مگر اس کی ایک نہ چلی اور بالآخر اسے شادی کرنی ہی پڑی۔ مگر شادی میں اسے کوئی مبارکباد نہیں ملی۔ نہ ہی بہترین کھانے اور رقص کی کوئی محفل منعقد ہوئی۔ ہر کوئی اس سے ہمدردی اور افسوس کا اظہار کر رہا تھا۔ شادی مکمل طور پر خفیہ کی گئی۔

سہاگ رات کے وقت بھی آدمی سخت پریشان تھا۔ جبکہ بوڑھی عورت مسکرا رہی تھی کہنے لگی میرے پیارے شوہر کیا تم جیسے عظیم انسان جو کنگ آرتھر کے دربار سے تعلق رکھتے ہیں سہاگ رات میں اپنی بیویوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ میرا

بوڑھی عورت نے کہا کہ صرف اتنی سی بات ہے تو میرا خیال ہے کہ میں ان چیزوں کو درست کر سکتی ہوں۔ تمہیں اپنے اعلی خاندان سے تعلق کے بجائے نیک اور اچھے اعمال پر خوش ہونا چاہیئے۔ ہمارے نجات دہندہ نے یہی بات تو بتائی ہے کہ اعلی خاندان اور دولت کے بجائے نیکی اور اچھے اعمال اصل اہمیت رکھتے ہیں۔ ہماری خاندانی دولت تو بعض اوقات ہمارے لئے نقصان کا ہی باعث بنتی ہے۔ کوئی آدمی عظیم القابات اپنے ساتھ لگا کر عظمت کی بلندیوں تک نہیں پہنچ جاتا بلکہ اس کا بلند کردار یہ بات ثابت کرتا ہے۔ تو میرے پیارے شوہر میں تمہیں بتاتی ہوں کہ اگرچہ میں بہت امیر خاندان سے تعلق نہیں رکھتی لیکن خدا کے فضل و کرم سے دی گئی ہمت کے ساتھ میں نے تمام عمر ایک پاکیزہ زندگی بسر کی ہے۔ تمہیں میری غربت کو نظر انداز کر دینا چاہیئے کیونکہ ہمارے نجات دہندہ نے بھی تو ایک غربت کی زندگی کو ترجیح دی تھی۔ غربت میں عظمت پوشیدہ ہے۔ میرے پیارے شوہر میں نے تمہارے ساتھ کوئی برائی نہیں کی تو تمہیں مجھے غربت کے تانے نہیں دینے چاہیئں۔

تم نے مجھے بڑھاپے کی وجہ سے ناپسند کیا تو میرا خیال ہے کہ ہر عظیم کتاب میں یہی لکھا ہے کہ بڑھاپے کی عزت کرنی چاہیئے۔ کیا تم ہر بوڑھے آدمی کو باپ کی جگہ نہیں دیتے۔ بڑھاپے میں تو انسان بہت پاکیزہ زندگی بسر کرتا ہے۔ مجھے علم ہے کہ آپ کھانے پینے کے شوقین ہیں تو اس سلسلے میں میں آپ کا بہت خیال رکھوں گی۔

اب آپ کو دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہے۔

ایک بوڑھی اور بدصورت عورت کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہیں

میں ہمیشہ عجز و انکساری کے ساتھ آپ کی تابعدار رہوں گی۔

یا پھر میں آپ کے سامنے ایک حسین نوجوان لڑکی کے روپ میں آجاتی ہوں

لیکن ایک حسین لڑکی اپنے ساتھ پریشانیوں کو بھی لے کر آتی ہے۔

اب آپ کس چیز کا انتخاب کرتے ہیں مجھے بتائیں۔

آدمی کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا کہ میری پیاری بیوی میں فیصلہ تم پر چھوڑتا ہوں جو فیصلہ بھی تم کرو گی مجھے منظور ہوگا۔

عورت نے کہا ٹھیک ہے میں وہ فیصلہ کروں گی جو ہماری شادی کے لئے مناسب ترین ہو گا۔ میرے پیارے شوہر مجھے پیار کرو تو میں دونوں خصوصیات کے ساتھ تمہاری زندگی میں آؤں گی۔ وہی خوبصورت اور نوجوان لڑکی جو تمام زندگی تمہارے ساتھ وفادار رہے گی۔ تو ذرا اب ایک نظر میری طرف توڈالو۔ جب اس دلیر آدمی نے دیکھا تو وہاں ایک انتہائی حسین و جمیل لڑکی

The Canon's Yeoman's Tale

کینٹربری

کینن کے ملازم کی کہانی

ہم سب تیزی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کی جانب بڑھ رہے تھے کہ ہمیں گھوڑے پر سوار ایک شخص تیزی سے سے اپنی جانب جب بڑھتا ہوا نظر آیا۔ اپنے لباس سے وہ گرجے کا Canon معلوم ہو تا تھا۔ جس کے ساتھ اس کا ایک ملازم Yeoman بھی تھا۔ اس شخص کی خواہش تھی کہ ہمارے ساتھ سفر کرے۔ ہمارے پوچھنے پر اس کے ملازم نے بتایا کہ اس کا مالک کہانیاں سنانے کا فن جانتا ہے۔ بلکہ وہ تو ہر فن مولا ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو اس تمام سڑک کو بھی سونے میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اس کا مالک ملازم کے پاس پہنچ چکا تھا۔ ملازم کی گفتگو سے ناخوش ہوا اور اسے سختی سے خاموش ہونے کا کہا۔ کہنے لگا کہ میں الزام تراشی کو بالکل برداشت نہیں کروں گا۔ Harry Bailly سرائے کے مالک اور ہمارے میزبان نے اسے جواب دیا کہ تمہارے رازوں کو جاننا ہماری خواہش ہے۔ یہ سننے کے بعد Canon فوری طور پر گھوڑے پر بیٹھا اور تیزی سے دوڑاتا ہوا چلا گیا۔

مالک کے جانے کے بعد اس کے ملازم نے کہا کہ میں آپ کو ایک دلچسپ کہانی سناتا ہوں۔ لیکن یاد رکھیں کہ جس کے متعلق میں بات کر رہا ہوں اسے بالکل بھی نہیں جانتا۔ جس کے بعد اس نے کہانی کا آغاز کیا۔

بہت پہلے کی بات ہے کہ لندن میں مارٹن نام کا ایک آدمی رہتا تھا۔ جو چرچ میں گانے کی نوکری پر معمور تھا۔ جس گھر میں اس

ایک دن ایک اور کرایہ دار اس سے ملنے آیا، جس کا نام جان تھا اور چرچ میں Canon تھا۔ ہاں آپ سمجھ گئے ہونگے کہ جو Canon ابھی ابھی یہاں سے گیا ہے یہ وہ والا Canon نہیں تھا۔ یہ تو محض اتفاق کی بات ہے کہ دونوں کے نام ہی جان تھے۔ تو جان، مارٹن کے پاس آیا اور اس سے درخواست کی کہ کچھ رقم ادھار دے دے، تین دن کے بعد اس رقم کو لوٹا دیا جائے گا۔ مارٹن نے سوچا کے ضرورت مند ہے تو رقم اسے ادھار دے دی۔ تین دن کے بعد اس نے جب رقم واپس کی تو مارٹن نے کہا کہ تم ایماندار انسان ہو۔ آئندہ جب کبھی بھی تمہیں ادھار کی ضرورت ہو تو بلا جھجک مجھ سے مانگ سکتے ہو۔ جو شخص ادھار لے کر واپس کر دے وہ اچھا انسان ہوتا ہے۔ جان نے جواب دیا کہ میں جب بھی ادھار لیتا ہوں تو واپس ضرور کرتا ہوں۔ لیکن آپ سے خوش ہوں اس لئے آپ کو پارس پتھر Philosopher's Stone کو حاصل کرنے کا طریقہ بتاؤں گا۔

(پرانے دور میں کیمیادان پارس پتھر کو حاصل کرنے کی سب سے زیادہ کوشش کرتے۔ یعنی وہ طریقہ جس سے مرکری، پارے کو سونے یا چاندی میں تبدیل کیا جا سکے۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ اس کے ذریعے سدا بہار جوانی یا ہمیشہ کی زندگی کا حصول ممکن ہے)

مارٹن نے حیران ہو کر پوچھا کہ پارس پتھر Philosopher's Stone کیا چیز ہوتا ہے۔

جان نے جواب دیا کہ اس کے ذریعے معمولی دھاتوں کو سونے چاندی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے، اور مجھے یہ راز معلوم ہے کہ اسے کس طرح تیار کیا جا سکتا ہے۔ میں تم سے خوش ہوں اور یہاں سے جانے سے پہلے وہ راز بہت ہی معمولی رقم کے بدلے میں آپ کو بتادوں گا۔ جس کے بعد آپ کے پاس دولت ہی دولت ہو گی اور عیش و عشرت کی زندگی گزاریں گے۔

مارٹن سیدھا سادہ انسان تھا اور اسے ان چیزوں کے بارے میں زیادہ علم نہیں تھا تو خوش ہو گیا۔ اور اور جان کا شکریہ ادا کیا۔ جبکہ وہ تو ایک دھوکے باز انسان تھا جو مارٹن سے زیادہ سے زیادہ رقم حاصل کرنا چاہتا تھا۔

جان نے اس سے کہا کہ کل سے ہی ہم شروعات کر دیں گے۔ تم ایسا کرنا کہ بازار سے تھوڑا سا پارہ مرکری خرید لانا۔ پھر میں تمہیں ایک حیرت انگیز چیزیں دکھاؤں گا۔ دوسرے دن مارٹن مرکری پارے کو لے کر جان کے پاس موجود تھا۔ جس نے برتن گرم کیا اور کہا کہ اس میں پارے کو ڈالو اور تماشا دیکھو۔ جو کچھ ہو گا تمہاری آنکھوں کے سامنے ہی ہو گا۔ سونا تمہاری آنکھوں کے سامنے ہی تیار ہو گا۔ جس کے بعد اس نے اپنی جیب سے ایک پیکٹ نکالا۔ جس میں کچھ پاؤڈر موجود تھا۔ کہنے لگا کہ

اگرچہ یہ بہت قیمتی ہے۔ مہنگا ہے۔ مگر جو کام یہ کرے گا اس کے مقابلے میں بہت سستا۔ کیونکہ اس کا کام تم اپنی آنکھوں سے

کمرے میں بہت گرمی تھی تو دونوں ٹھنڈے مشروب سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ کچھ دیر بعد جان کہنے لگا کہ اب تک سونا تیار ہو گیا ہو گا۔ اب اس برتن کو آگ سے نیچے اتارنا چاہیے۔ تم خود سب کچھ دیکھتے رہو تا کہ دل میں یہ خیال نہ ہو کہ کہیں کوئی فراڈ کیا جا رہا ہے۔ اس نے برتن کو آگ میں سے اتارا اور ٹھنڈا ہونے کے بعد دیکھا تو تھوڑا سا سونا نیچے موجود تھا۔ حیرت کے انداز میں وہ چیخا کہ واقعی سونا بن چکا ہے۔

اپنے فراڈ کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک چھوٹا سا گول پتھر منگوایا۔ کہنے لگا کہ دوبارہ اس کو برتن میں ڈال کر آگ میں رکھا جائے گا اور جادوئی پاؤڈر اس پر چھڑکا جائے گا۔ جب پتھر کو آگ میں رکھ دیا گیا تو اس نے چپکے سے پتھر نکال کر اس میں تھوڑا سا سونا دوبارہ ڈال دیا۔ پھر کہا کہ جتنی دیر میں سونا تیار ہوتا ہے ہمیں کچھ آرام کرتے ہوئے ٹھنڈے مشروب سے لطف اندوز ہونا چاہیے اور ایسا ہی کیا گیا۔

مارٹن نے دوبارہ جب برتن کو دیکھا تو اس میں پتھر کی جگہ تھوڑا سا سونا پڑا ہوا تھا۔ وہ دوبارہ حیران رہ گیا۔ کہنے لگا کہ یہ تو شاندار بات ہے۔ مجھے تو بہت مزہ آرہا ہے۔ اگر تم مجھے بھی یہ طریقہ سکھا دو تو میں تمہیں منہ مانگی رقم دوں گا۔

جان نے کہا ٹھیک ہے۔ لیکن جو کچھ میں کہوں گا، جو کچھ میں کروں گا اسے بہت دھیان سے دیکھنا اور سننا پڑے گا۔ اور اس طرح تم بھی سونا تیار کرنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اب تھوڑی سی مرکری دوبارہ برتن میں ڈالو تا کہ تم خود سونا تیار کر سکو۔ اس نے مرکری ڈالی پھر اس میں جادوئی پاؤڈر کو تھوڑا سا چھڑکا اور آگ پر برتن کو گرم کرنے لگا۔ جان نے اس کی تعریف کی اور ایک چھڑی کے ذریعے برتن کو ہلانے لگا، جس کے سرے پر تھوڑا سا سونا لگا ہوا تھا، جو برتن میں پہنچ گیا۔ اس عیاری کا مارٹن کو بالکل علم نہ ہو سکا۔

ایک دفعہ پھر دونوں آدمی تھوڑی دیر کے لئے آرام کام کرنے بیٹھ گئے۔ ٹھنڈے مشروب سے لطف اندوز ہوئے اور مارٹن نے جب برتن کو ٹھنڈا کرنے کے بعد دیکھا تو اس میں سونا موجود تھا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ یہ ضرور کوئی معجزہ ہی ہو گا کیونکہ جان تو اس مرتبہ برتن کے قریب گیا ہی نہیں۔ اب وہ جان سے بہت زیادہ مرعوب ہو چکا تھا اور اس سے درخواست کی کہ جلد از جلد اسے یہ طریقہ سکھا دے۔

جان نے اس سے کہا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ جعلی سونا ہو، اس لیے ہمیں سنار کے پاس جا کر اس کے اصلی یا نقلی ہونے کی تصدیق کرنی چاہیے۔ سنار کے پاس پہنچ گئے۔ جس نے سونا دیکھا اور کہا کہ یہ سو فیصد خالص ہے۔ سنار نے سونے کے بدلے میں جو رقم دیں وہ جان نے اپنی جیب میں ڈال لی۔

مارٹن بیوقوف بن چکا تھا۔ ہر قیمت میں یہ ترکیب جاننے کا خواہشمند تھا ان اس لیے راستے میں ہی پوچھ لیا کہ اس راز کو سکھانے کے لیے وہ کتنی رقم لینا چاہتا ہے۔ جان نے جواب دیا کہ یہ تو انمول چیز ہے، قیمت سے خریدی نہیں جا سکتی۔ لیکن تم نے ماضی

The Franklin's Prologue and Tale

کینٹربری

فرینکلن کی کہانی

قدیم زمانے میں ہمارے اعلی نسب اپنے ہیروز اور مہم جو افراد کی مہمات کو شاندار الفاظ اور اپنی خالص زبان میں پیش کرتے تھے۔ موسیقی کی شمولیت سے اس کی عظمت بڑھ جاتی۔ ان میں سے کچھ کو قلمبند بھی کیا گیا اور ایک مجھے بھی زبانی یاد ہے۔ اور میرے لیے جہاں تک ممکن ہو گا اسے دہرانے کی کوشش کروں گا۔

لیکن خواتین و حضرات میں زیادہ پڑھا لکھا تو ہوں نہیں تو میری زبان کی غلطیوں سے آپ نے درگزر کرنا ہے۔ میں اپنی کہانی کو سادہ الفاظ میں بیان کروں گا کیونکہ عظیم لوگوں کی صحبت میں رہنے کا یا شاگردی اختیار کرنے کا مجھے کبھی موقع نہیں ملا۔ تو میں کہانی سنانا شروع کرتا ہوں۔

ایک دلیر جنگجو نوجوان حسین دوشیزہ کے عشق میں گرفتار تھا۔ اس لڑکی کی محبت حاصل کرنے کے لئے مشکل سے مشکل مراحل سے گزرا۔ وہ لڑکی بھی اس قدر حسین تھی جس کی مثال دنیا میں ملنی مشکل تھی۔ بہت ہی اعلی خاندان سے اس کا تعلق تھا۔ اور لوگوں کے سامنے اپنے دکھ درد کا کبھی اظہار نہیں کرتی تھی۔ لیکن پھر اس لڑکی نے بھی نوجوان سے محبت کرنا شروع

کر دی۔ اس نوجوان کی بہادری، پاکیزگی، مہربان طبیعت اور سب سے بڑھ کر اس کی تکلیف کا بہت زیادہ احساس کرتے ہوئے خاموشی سے اس سے شادی کے لئے ہاں کہہ دی۔

جواب میں اس نے بھی لڑکی کو یقین دلایا کہ تمام زندگی کبھی اس لڑکی کو تکلیف دینے یا حکمرانی کرنے کا خیال دل میں نہیں لائے گا۔ حسد کو اپنے قریب نہیں بھٹکنے دے گا۔ اس کا ہر حکم بجالائے گا اور ہمیشہ محبت کرتا رہے گا۔

خواتین و حضرات یہاں میں آپ کو ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر دو محبت کرنے والے اچھی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو انہیں ایک دوسرے کی خواہشات کا لازمی طور پر احترام کرنا پڑے گا۔ کسی دوسرے کو سختی یا زبردستی کے ساتھ تو محبت کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

محبت تو ہوا کی طرح آزاد ہونی چاہیے۔ عورت کی فطرت آزادی کی خواہش رکھتی ہے۔ ملازموں کی طرح احکامات دے کر انہیں قابو کرنا ممکن ہی نہیں۔ اور آدمیوں کی بھی بالکل ایسی ہی عادت ہوتی ہے۔ مرد ہو یا عورت، جس میں زیادہ برداشت ہو گا آخر میں فتح اس کو ہی حاصل ہو گی۔ نہایت دانشور لوگوں نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ جو چیز طاقت سے حاصل نہ ہو سکے اسے برداشت سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ ہر شکایت اور حملے کا جواب نہ دے۔ چاہے ہم پسند کریں یا نہ کریں۔ ہمیں تکلیف کو برداشت کرنے کا فن آنا چاہیے۔

دنیا میں کوئی بھی انسان ایسا نہیں جو کبھی نہ کبھی بیوقوفانہ بات یا حرکت نہ کر گزرے۔ کبھی بے وقوفی سے اور کبھی بیماری میں ایسا کر ہی جاتا ہے۔ کبھی انسان کی طبیعت اور کبھی ستاروں کے اثرات ایسا کروا دیتے ہیں۔ کبھی نشے کی حالت اور کبھی ہماری تکلیف اس کا سبب بنتی ہیں کہ ہم غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ غلطی ہم سے ممکن ہے اس لیے نرم رویے کو اختیار کرنا چاہیے۔ یہی بہترین پالیسی ہے۔ اسی سے ہم اپنے آپ پر قابو رکھ سکتے ہیں۔ اسی لئے تو اس نوجوان نے بھی اپنی بیوی سے ہمیشہ مخلص اور تابع فرمان رہنے کا وعدہ کر لیا۔

جواب میں خاتون نے بھی ایسے ہی تاثرات کا اظہار کیا جو کہ دونوں کے درمیان بہت عقلمندانہ معاہدہ تھا۔ تاکہ وہ دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کا عزت و احترام کرتے رہیں۔ عورت کو ایک ساتھ ایک غلام اور آقا مل گیا۔ محبت کے معاملے میں اس کا غلام اور شادی کے بندھن میں آقا۔ لیکن وہ غلام کبھی بھی نہیں بن سکتا، کیونکہ اس کی بیوی تو اب اس کی محبت تھی۔

شادی کے بعد وہ عظیم سپاہی اپنی بیوی کو اپنے علاقے میں لے گیا۔

میں نے تو ان دونوں کے نام بتائے ہی نہیں۔ نوجوان Arvegarus تھا اور اس کی بیوی Dorigen۔

صرف ایک شادی شدہ انسان ہی بتا سکتا ہے کہ وہ کتنی محبت بھری زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک سال گزر گیا تو اس نے اپنی بہادری کے کارنامے دکھانے کے لئے انگلینڈ جانے کا ارادہ کیا۔ وہاں پر گیا اور دو سال بہادری کے کارنامے سرانجام دیے۔ اب اس کی حسین بیوی کی طرف نظر ڈالتے ہیں جو اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی تھی۔ اس کی جدائی میں حالت خراب ہو گئی۔ روتی، آہیں بھرتی۔ اپنے شوہر سے جدائی پر ہر سچی محبت کرنے والی کا یہی حال ہوتا ہے۔ تمام رات رات اسے نیند نہ آتی اور روتی رہتی۔ کھانا پینا اس نے چھوڑ دیا۔ زندہ رہنے کی تمنا ختم ہو گی۔ اس کے دوست اس کی حالت پر سخت پریشان ہوئے اور ہر

جب اس کے خیر خواہوں نے دیکھا کہ اس کی صحت ٹھیک ہو رہی ہے تو اس سے درخواست کی کہ اسے باہر کھلی ہوا میں سیر کے لیے جانا چاہیے۔ زندگی سے لطف اندوز ہونا چاہیے۔ ان کے ساتھ وقت گزارے گی تو وقت اچھا گزر جائے گا اور اس حسین خاتون نے بھی حامی بھر لی۔

جس قلعے میں وہ رہتی تھی وہ سمندر کے قریب تھا تو اپنے دوستوں کے ساتھ سمندر کے کنارے چہل قدمی کرنے جانے لگی۔ دوست تو سمجھ رہے تھے کہ جب سمندر کی تازہ ہوا اور جہازوں کو گزرتے ہوئے دیکھے گی تو خوشی محسوس کرے گی، مگر جہازوں کو دیکھنے سے اسے دوبارہ شوہر کی یاد ستانے لگی۔ اپنے آپ سے کہتے کہ کاش ان جہازوں میں سے کوئی اس کے شوہر کو واپس لے آئے تو اسکا غم خوشی میں بدل جائے۔

لیکن اس کی تکلیف میں اس وقت اور زیادہ اضافہ ہو گیا جب اس نے سیاہ خطرناک چٹانوں کے اوپر کھڑے ہو کر سمندر کا نظارہ کیا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ ہو سکتا ہے میرا شوہر جس جہاز میں آئے وہ ان چٹانوں سے ٹکرا کر تباہ ہو جائے۔ کیونکہ پہلے ایسا ہوتا رہا ہے۔ تو خدا سے سے کہنے لگی کے کہ اے خدا تم نے کوئی چیز بغیر مقصد کے تخلیق نہیں کی لیکن میرے نیچے موجود یہ خوفناک چٹانیں تو صرف تباہی ہی لے کر آتی ہیں۔ کوئی مہربان خدا ایسی بھیانک اور تباہی پھیلانے والی چیز کیسے تخلیق کر سکتا ہے۔ اس کے ہاتھوں تو زندہ لوگوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ جانور اور پرندے بھی اس سے نقصان اٹھاتے ہیں۔ اے خدا آپ تو بہتر جانتے ہیں کہ ان سے ٹکرا کر کتنے بحری جہاز اور ان میں موجود معصوم مرد اور عورتیں دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ ہزاروں لوگ ان خطرناک چٹانوں نے مروا دیئے جن کا اب نام و نشان تک باقی نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ تو بہت مہربان ہیں تو آپ نے ایسی خطرناک چٹانیں کیسے تخلیق کر دیں، جن کا کوئی بھی فائدہ نہیں۔ ہاں مذہبی لوگ یہ

ضرور کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے جو چیز بھی بنائی ہے اس کا کسی نہ کسی جگہ فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ مگر میں ان سے اتفاق نہیں کروں گی۔ بلکہ آپ سے دعا کرتی ہوں کہ میرے شوہر کو حفظ و امان میں رکھیں اور ان کا جہاز ان چٹانوں سے بھی محفوظ رہے۔

اس کے دوستوں نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ سمندر کی سیر سے فائدے کے بجائے نقصان ہو رہا ہے تو اب کوئی اور طریقہ آزمانا

ایک دن باغ میں دن گزارنے کا ارادہ تھا تو بہت زیادہ شاندار کھانے بھی وہاں پر منگوا لئے۔ یہ چھ مئی کا دن تھا۔ بہار کا حسن ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ زمین سے زیادہ وہ جنت کا باغ نظر آ رہا تھا۔ پھولوں کے حسین جلوے اور مہک دلوں کو نئی زندگی عطا کر رہی تھی۔ ماسوائے اس حسین دوشیزہ کے، جس کے دل میں ابھی بھی اپنے شوہر کی جدائی کا غم موجود تھا۔ حسین باغ کی خوبصورتی کے درمیان انہوں نے شاندار کھانے کھائے اور پھر رقص اور گانے کی محفل سجائی گئی۔ مگر اس وقت بھی حسین Dorigen اپنے شوہر کی یادوں میں کھوئی رہی۔ اپنے شوہر کے بغیر وہ رقص اور گانوں میں کس طرح دلچسپی لے سکتی تھی۔ اکیلے بیٹھ کر سوچ رہی تھی کہ شاید تنہائی میں اس کی اداسی میں کمی آ جائے۔

ان لوگوں کی محفل میں ایک کم عمر نوجوان، خوبصورت اور نیک جاگیر دار بھی شامل تھا۔ بہار کے اس خوبصورت دن سے حسین تر۔ اور کہا جاتا تھا کہ تمام علاقے میں اس سے بہتر نہ کوئی رقص کر سکتا ہے اور نہ کوئی گانا گا سکتا ہے۔ خوبصورتی کے علاوہ صحتمند اور شریف بھی تھا۔ ذہانت کی وجہ سے بھی اسے پسند کیا جاتا تھا۔ ہاں صرف ایک بات میں بتانا بھول گیا کہ وہ نوجوان خوبصورت جاگیر دار جس کا نام Aurelius تھا، وینس سے اس لیے ناراض تھا کیونکہ گزشتہ دو سالوں سے خاموشی کے ساتھ وہ حسین Dorigen سے محبت کر رہا تھا۔ ایسی شدید محبت جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ مگر اپنی محبت کو کسی پر بھی آشکارہ نہیں ہونے دیا۔ خاموشی سے غم کے آنسو پیتا رہا۔ کسی کو اپنی تکلیف کے بارے میں نہیں بتایا۔ جب محبت کے غم کا اپنے گانوں میں تذکرہ کرتا تو یہ کسی کو نہ بتاتا کہ دراصل یہ اس کے اپنے دل کی حالت ہے۔ حسین Dorigen کو بھی علم نہیں ہونے دیا کہ وہ اس سے محبت کر رہا ہے۔

دن گزرتے رہے اور ایک دن Dorigen اور Aurelius کو آپس میں گفتگو کرنے کا موقع مل گیا۔ وہ دونوں ہمسائے تھے اور بات چیت میں کوئی برائی بھی نہیں تھی۔ لڑکی کو پتا تھا کہ لڑکا ایک شریف انسان ہے۔ مگر جب Aurelius کو موقع ملا تو کہنے لگا کہ کاش جس طرح آپ کے شوہر آپ سے دور چلے گئے ہیں میں بھی کسی ایسی دور دراز جگہ پر چلا جاتا جہاں پر آپ کو کبھی نظر نہیں آتا۔ کیونکہ میں آپ کو کوئی فائدہ تو پہنچا نہیں سکتا۔ لیکن آج میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کی محبت میں میرا دل ٹوٹ چکا

ہے۔ میری حالت پر رحم کریں۔ یا تو میرے دکھ درد کا علاج کر دیں یا پھر مجھے موت کی سزا دے دیں۔ میری خواہش ہے کہ میں آپ کے قدموں کے نیچے دفن ہو جاؤں۔ مجھ پر رحم کریں۔

لڑکی حیران پریشان کھڑی تھی۔ Aurelius سے کہنے لگی مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا۔ میں تو اس چیز کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ لیکن اب مجھے علم ہو چکا ہے۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتی ہوں کہ میں اپنے شوہر سے کبھی بے وفائی نہیں کر سکتی اور یہی میرا آخری جواب ہے۔ لیکن پھر اس لڑکے سے مذاق کرنے کا خیال ذہن میں آیا۔ کہنے لگی کہ مجھے تمہارے آنسو دیکھ کر تم پر ترس آ گیا ہے۔ ایک شرط پر میں تم سے محبت کر سکتی ہوں۔ وہ جو کالے

Aurelius کو علم تھا کہ یہ تو ناممکن بات ہے۔ کہنے لگا کہ اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ لڑکی نے کہا تم کیسے انسان ہو جو دوسرے انسان کی بیوی کی خواہش بھی کر رہا ہے اور کسی دوسری شرط کا بھی تقاضا کر رہا ہے۔ میرا جسم کوئی نیلامی میں بکنے والی شے نہیں ہے۔

Aurelius نے غم زدہ انداز میں ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا کہ میری پیاری تم نے جان بوجھ کر ایسی شرط لگا دی ہے جو ممکن نہیں۔ میری تو اب موت کی خواہش ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ باقی موجود لوگوں کو کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے درمیان کیا گفتگو ہو رہی تھی اور وہ لوگ دوبارہ گانے گا رہے تھے، رقص کر رہے تھے، خوش تھے۔

رات کے وقت خوشگوار وقت گزارنے کے بعد وہ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ صرف Aurelius شدید غم کی حالت میں موجود تھا۔ اپنے خدا سے دعا کر رہا تھا کہ اس پر رحم کرے۔ حالت ایسی خراب تھی کہ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے۔ دیوتاؤں سے بھی درخواست کی۔ ڈیلفی کے مندر میں پیدل جانے کی منت بھی مان لی۔ جس کے بعد کافی دیر تک بے ہوش رہا۔ اس کے بھائی نے اسے اس حالت میں دیکھا تو سخت پریشان ہوا۔ سوچ رہا تھا کہ کہیں میرا پیارا بھائی مر ہی نہ جائے۔ دو سال تک غم کی حالت میں بستر پر پڑا رہا۔ اس دوران صرف اس کے بھائی نے اس کی تیمارداری کی۔ وہ بہت پڑھا لکھا اور ہمدرد انسان تھا۔ اسے اپنے بھائی کے غم کی وجہ معلوم ہوئی تو اس کا علاج کرنے کا سوچا۔

اپنے زمانہ طالب علمی میں اس کے بہت سے دوست مختلف پیشوں میں چلے گئے تھے۔ کچھ نے خفیہ علوم پر بھی دسترس حاصل کر لی تھی۔ ان میں سے ایک اگرچہ قانون کے طالب علم تھا مگر خفیہ علوم میں اپنے مضمون سے بہت آگے نکل گیا اور کمال حاصل کر لیا۔ بھائی نے سوچا کہ اپنے بھائی کی جان بچانے کے لیے جادو کا سہارا لیا جا سکتا ہے۔ جو ذہن میں ایسے تصور پیدا کر دیتا

ہے جیسے وہ خطرناک چٹانیں اپنی جگہ پر موجود ہی نہیں ہیں۔ جادو میں کمال حاصل کرنے والے ایسے شعبدے تو عام طور پر دکھاتے رہتے ہیں کہ جیسے کمرے میں سمندر موجود ہے اور اس میں کشتیاں بھی چل رہی ہیں۔ یا پھر کسی ہال کو خوب صورت باغ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور پھر جب دل چاہتا ہے انہیں نظروں سے اوجھل کر دیتے ہیں۔ اپنے بھائی کو اس بارے میں بتایا۔ پھر بھائی کو اپنے اس دوست کے پاس لے گیا جو جادو میں کمال رکھتا تھا۔ راستے میں ہی اس جادوگر دوستوں سے ملاقات ہو گئی۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے علم ہے کہ آپ لوگ کس ارادے کے ساتھ یہاں پر آئے ہیں۔ وہ دونوں بھائیوں کو اپنے گھر

ہے۔ موسیقی کی آواز بھی آرہی تھی۔ اسی وقت جادوگر دوست نے تالی بجائی اور سب کچھ غائب ہو گیا۔ جادوگر دوست نے کھانے کے بعد کہا کہ کام تو ہو جائے گا مگر اس کے لیے بڑی رقم درکار ہے۔ وہاں پر تو بے تحاشا چٹانیں ہیں جنہیں بہت مشکل سے غائب کیا جا سکتا ہے۔ بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایک ہزار پاؤنڈ سے کم رقم میں یہ کام ممکن نہیں ہے۔ اور میں بہت کم رقم آپ کو بتا رہا ہوں۔ Aurelius اپنے عشق میں اتنا پاگل ہو چکا تھا کہ اس نے فوری طور پر کہا کہ ٹھیک ہے رقم میں تمہیں دے دوں گا تم کام شروع کرو۔ اب اسے اپنی محبت کے ملنے کا کچھ امکان ہوا تو پہلی مرتبہ بستر پر گہری نیند سویا۔ جاگنے کے بعد تینوں نوجوان چٹانوں کے پاس پہنچ گئے۔ وہ دسمبر کی سردی کا مہینہ تھا۔ سورج بوڑھا ہونے کی وجہ سے تھکن کا اظہار کر رہا تھا۔ جبکہ گرمیوں میں تو اس کی شان دیکھنے والی ہوتی تھی۔ فلاسفر جادوگر دوست نے کہا کہ جادو کے ذریعے نظر کا ایسا دھوکہ پیدا کر دوں گا کہ کسی کو بھی یہ خوفناک چٹانیں نظر نہیں آئیں گی۔ اس نے اپنا کام شروع کیا اور دو ہفتوں کی محنت کے بعد نظر کے دھوکے سے وہ چٹانیں ہر کسی کو دکھائی دینا بند ہو چکی تھیں۔

اسی دوران حسین لڑکی کا شوہر بہت سے اعلی بہادری کے کارنامے سرانجام دینے کے بعد واپس اپنی محبت کرنے والی بیوی کے پاس آ چکا تھا۔ اور میاں بیوی خوش و خرم زندگی بسر کر رہے تھے۔

Aurelius نے اس لڑکی سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھے تم اور تمہاری عزت دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن میں تمہیں تمہارا وعدہ یاد دلانے کے لئے آیا ہوں۔ سمندر کے کنارے جاؤ اور دیکھ لو کہ وہ خوفناک چٹانیں تمہاری خواہش کے مطابق غائب ہو چکی ہیں۔ اب تمہارا وعدہ پورا کرنے کا وقت ہے۔ لڑکی کے تو وہم و گمان میں بھی ممکن نہ تھا کہ ایسا کبھی بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ اور اب اس کی حالت بہت خراب تھی۔ دو دن تک اپنے گھر میں مسلسل روتی رہی۔ بار بار بے ہوش ہو رہی تھی۔ اپنی قسمت کو رو رہی تھی۔ اس کا شوہر اس وقت گھر میں موجود نہیں تھا۔ کسی دوسرے کو اپنی حالت کے بارے میں بتا بھی نہیں سکتی

تھی۔اس نے سوچا کہ اپنے شوہر سے بے وفائی ہر گز نہیں کرے گی۔اس کے سامنے بے شمار ایسی مثالیں موجود تھی جن میں

پھر اس کا شوہر گھر واپس پہنچ گیا۔اپنی بیوی کی خراب حالت دیکھ کر سخت پریشان ہوا اور اس سے پوچھنے لگا کہ کیا مسئلہ ہے۔وہ پاکیزہ لڑکی کہنے لگی کہ کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔میں نے مذاق میں ایک نوجوان سے وعدہ کرنے کی غلطی کی اور آپ سخت پریشان ہوں۔یہ کہنے کے بعد تمام تفصیل اپنے شوہر کو بتائی۔شوہر نے کہا کہ جب وعدہ کیا جاتا ہے تو اسے پورا کیا جاتا ہے۔میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تم وعدہ خلافی کرو یہ سوچنا بھی میرے لیے ممکن نہیں۔لیکن اس بات کا کسی کو علم نہیں ہونا چاہیے۔

اپنے ایک جاگیر دار دار اور ملازم لڑکی کو بلایا اور اپنی بیوی سے کہا کہ ان کے ساتھ اس نوجوان کے پاس چلی جاؤ۔

آپ سب لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ وہ بہت سادہ اور معصوم انسان تھا کہ اپنی بیوی کو اس طرح کسی دوسرے کے حوالے

سید عرفان علی ڈوٹ کوم کی تمام کتب پیکا ایکٹ

اور ڈی ایم سی اے کے تحت کاپی رائٹڈ ہیں

سید عرفان علی

اس کتاب کی آڈیو بک ڈائون لوڈ کریں

دنیا کی بہترین کتب کے تراجم آڈیو اور ٹیکسٹ ڈاؤن لوڈ کریں

www.server555.com

www.SyedIrfanAli.com